274

غلام احمد قادیانی ١٣٠١ھ

القضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

نمبر ٨٣٥ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ — الفضل قادیان شالہ

THE ALFAZL

QADIAN

ایڈیٹر — غلام نبی

قیمت — سالانہ پیشگی للعہ — ششماہی للعہ — سہ ماہی عہ

اخبار ہفتہ میں تین بار

الفضل

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ١٩١٣ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے جاری فرمایا نظارتی ادارت میں

نمبر ٦٦ | مورخہ ٥ دسمبر ١٩٢٥ء | یوم شنبہ | مطابق ١٨۔ جمادی الاول سنہ ١٣٤٤ھ | جلد ١٣

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو زکام دکھانسی ابھی ہے۔ گو پہلے کی نسبت تخفیف ہے ؛

جناب چودھری فتح محمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان تشریف لے آئے ہیں۔ اور صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے ڈیرہ دون تشریف لے جانے کے سبب نظارت تعلیم و تربیت کا کام بھی سرانجام دے رہے ہیں ؛

جناب چودھری نصر اللہ خاں صاحب ناظر اعلیٰ بھی واپس تشریف لے آئے ہیں ؛

ملک محمد حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا نیروبی معہ اپنے اہل و عیال اور برادر خورد ملک احمد حسین صاحب تشریف لائے۔ ملک صاحب موصوف نیروبی ٹاؤن کونسل کے سینیر ممبر ہیں۔ اور ایسٹ افریقہ انڈین نیشنل کانگرس کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا کے۔ اتھ ہندیوں کی تکالیف کے متعلق گفت و شنید کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ کانگریس کے اجلاس کانپور

رپورٹ احمدیہ ٹورنامنٹ قادیان

(٢٦ نومبر سنہ ١٩٢٥ء تا ٢٩ نومبر سنہ ١٩٢٥ء)

سال سنہ ١٩٢٥ء کی دوسری ششماہی کا ٹورنامنٹ ٢٦ نومبر سے شروع ہوا۔ ٹیموں کی تقسیم میں اس دفعہ کچھ تبدیلی کر دی گئی تھی۔ یعنی جنٹلمینوں میں ٣٠ سال سے کم اور ٣٠ سال سے زائد عمر کا امتیاز کر کے جو دو ٹیمیں اس سے قبل بنائی جاتی تھی۔ اس کو اڑا کر اس دفعہ جنٹلمینوں کی ایک ہی ٹیم رکھی گئی جسمیں عمر کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ اس دفعہ بعض ایسی کھیلیں بھی ٹورنامنٹ میں شامل کی گئیں۔ جو پہلی ششماہی کے ٹورنامنٹ میں کچھ تو گرمی کی وجہ سے اور کچھ وقت کی تنگی کی وجہ سے شامل نہیں کی جا سکی تھیں۔ یعنی ٹینس میل کی دوڑ۔ اور رسہ کشی۔ فٹ بال میں پہلا میچ مدرسہ احمدیہ ٹیم اور جنٹلمین ٹیم کے درمیان ہوا۔ جس میں جنٹلمین ٹیم کی کھیل ویسی دیکھنے میں نہیں آئی جیسی کہ ان سے عام طور پر توقع کی جاتی تھی۔ اس ٹیم میں زیادہ تر ایسے ہی لوگ کھیلنے والے تھے۔ جو اپنے اپنے وقت نہایت اچھا کھیلنے والے شمار کئے جاتے تھے۔ لیکن شائد اس وجہ سے کہ ان کو اب مشق نہیں رہی۔ وہ کچھ اچھا نہ کھیل سکے۔ اور میچ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسہ احمدیہ ایک گول سے جیتا۔ اسی طرح ہاکی کا پہلا میچ جنٹلمین ٹیم اور مدرسہ احمدیہ کی ٹیم کے درمیان تھا۔ گو ہاکی میں بھی جنٹلمین ٹیم کی کھیل میں وہ خوبی نہیں تھی۔ جس کی ان سے توقع کی جاتی تھی۔ تاہم اس مقابلہ میں جنٹلمین ٹیم ایک گول سے جیتی۔ جس کے مقابلہ میں احمدیہ اسکول نے کوئی اسکور نہیں کیا۔ کبڈی کا میچ جو پہلے ٹورنامنٹ میں مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے درمیان ہوا تھا۔ اور وہ بہت دلچسپ تھا۔ اس دفعہ بھی یہ میچ انہیں دو ٹیموں میں نہایت دلچسپی کے ساتھ کھیلا گیا اس میں دونوں ٹیموں کا عمدہ تلا ہوا اور برابر کا مقابلہ تھا۔ یہ کھیل ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ اور ایک ایک منٹ جو اس کھیل میں گذرا میچ دیکھنے والوں کے لئے اور دونوں مقابلہ کرنے والی ٹیموں کے لئے نہایت درجہ کی دلچسپی میں گذرا۔

دونوں ٹیموں کی کھیل میں کوئی ایسا فرق نہ تھا۔ لیکن ہائی سکول اس میں بڑے سخت مقابلہ کے بعد کامیاب ہوا۔ اور یہ زیادہ تر اس لئے تھا۔ کہ ہائی سکول کی ٹیم کا Captain نہایت دلیری اور سمجھ سے کھیلتا تھا۔ رسہ کشی میں پہلا مقابلہ مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام ہائی سکول کے درمیان ہوا۔ جس میں ہائی سکول کی ٹیم جیتی۔ تعلیم الاسلام ہائی اسکول کا فائنل مقابلہ رسہ کشی کا جنٹلمینوں کے ساتھ بہت دلچسپ تھا۔ اور جس ہمت و استقلال کے ساتھ ہائی اسکول کی ٹیم نے مقابلہ کیا۔ وہ قابل تحسین ہے پہلی دفعہ جنٹلمین ہائی اسکول کو کھینچ لے گئے۔ لیکن دوسری دفعہ عین اس وقت جب کہ ہائی اسکول کی ٹیم کو شکست ہونے میں صرف ایک دو انچ کی کسر رہ گئی تھی۔ وہ ایسی سنبھلی کہ پھر اس نے جنٹلمینوں کے پاؤں نہ لگنے دیئے۔ اور تیسری دفعہ کے مقابلہ میں گو جنٹلمینوں نے نہایت جان توڑ کر زور لگایا۔ لیکن پھر بھی تعلیم الاسلام ہائی اسکول کی ٹیم جیت گئی۔ فٹ بال کا فائنل مقابلہ دونوں سکولوں کی ٹیموں میں ہوا۔ جس میں مدرسہ احمدیہ کی کھیل تعلیم الاسلام ہائی سکول سے بہت اچھی تھی۔ اور مدرسہ احمدیہ کی ٹیم چار گولوں سے جیتی۔ جس کے مقابلہ میں ہائی اسکول نے کوئی اسکور نہ کیا۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ کی بچوں کی ٹیموں میں جو میچ فٹ بال کا ہوا۔ وہ اس دفعہ بھی پچھلے ٹورنمنٹ کی طرح نہایت دلچسپ تھا۔ اس میں برابر کا مقابلہ تھا۔ اور ایک گھنٹہ کی کھیل کے بعد اسکور کچھ نہیں تھا۔ اس پر دس منٹ زائد دیئے گئے۔ جس میں مدرسہ احمدیہ کی ٹیم نے ایک گول کر دیا۔ اور جیت گئے۔ ایونٹس میں سے اس دفعہ "سلو سائیکل ریس" اور ایک ٹانگ کی دوڑ نہیں رکھی گئی تھی۔ سائیکل کی تیز دوڑ میں میاں عبدالرحمن کارکن دفتر بیت المال اول رہے۔ اور میاں شفیع احمد طالب علم ہائی اسکول دوئم۔ سو گز کی دوڑ میں میاں عبدالعزیز اور میاں ظہور حسین جو دونوں مدرسہ احمدیہ کے طالب علم ہیں۔ اول و دوئم رہے۔ نشانہ بندوق کے مقابلہ کا نتیجہ نہایت خوش کن تھا۔ فلائنگ شاٹ میں آٹھ مقابلہ کرنے والوں میں سے صرف ایک ہی ایسا تھا۔ جس کے دونوں نشانہ خالی گئے۔ باقی سب نشانہ لگانے میں کم و بیش کامیاب رہے۔ ان میں اول میاں میاں محمد احمد صاحبزادہ حضرت نواب صاحب طالب علم تعلیم الاسلام ہائی اسکول اور دوئم صاحبزادہ میاں منصور احمد صاحب طالب علم تعلیم الاسلام ہائی اسکول رہے۔ لمبی چھلانگ میں میاں شیخ محمد او میاں حفیظ احمد طالب علمان تعلیم الاسلام ہائی اسکول اول و دوئم رہے۔ اونچی چھلانگ میں ملک عبدالکریم طالب علم ہائی اسکول اول اور سید عبداللہ صاحب جنٹلمین ٹیم کے دوئم رہے۔ دو کوس کی دوڑ میں سید عبداللہ صاحب جنٹلمین ٹیم اول اور میاں محمد شفیع سجان پوری دوئم رہے۔ ایک میل کی دوڑ میں میاں سعید احمد طالب علم مدرسہ احمدیہ اول اور میاں محمد شفیع دوئم رہے۔ گیند پھینکنے کے مقابلہ میں میاں فیروز الدین صاحب جنٹلمینوں کی طرف سے اول رہے۔ اور میاں محمد شفیع ہائی اسکول دوئم۔ گولہ پھینکنے میں چودھری علی محمد صاحب جنٹلمینوں میں سے اول رہے اور میاں عبدالقیوم طالب علم تعلیم الاسلام ہائی اسکول دوئم۔ گتکے میں میاں محمد یعقوب طالب علم ہائی اسکول اول اور نورالدین صاحب جنٹلمین سے دوئم رہے۔ Target shooting میں صاحبزادہ میاں منصور احمد صاحب طالب علم تعلیم الاسلام ہائی سکول اول۔ اور صاحبزادہ میاں ناصر احمد صاحب طالب علم مدرسہ احمدیہ و میاں محمد احمد طالب علم ہائی اسکول دوئم رہے۔ اس طرح گویا Games کے بائیس انعاموں میں سے بارہ انعام تعلیم الاسلام ہائی سکول نے حاصل کئے۔ اور پانچ انعام جنٹلمینوں نے اور چار انعام مدرسہ احمدیہ نے۔ [illegible] انعام میں تعلیم الاسلام ہائی اسکول اور مدرسہ احمدیہ دونوں شریک ہیں۔

ہاکی کے فائنل میں ہائی سکول کی ٹیم مدرسہ احمدیہ کی ٹیم سے جیتی۔ اسی طرح کرکٹ میں ہائی سکول کی ٹیم مدرسہ احمدیہ کی ٹیم پر غالب رہی۔ ٹینس کے فائنل میں صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب و مرزا گل محمد صاحب جیتے۔

والی بال کے فائنل میچ میں مدرسہ احمدیہ کی ٹیم جنٹلمین میں سے جیتی۔

اس موقعہ پر میں سمجھتا ہوں۔ ٹورنامنٹ کمیٹی کی طرف سے ان احباب کا شکریہ ادا کرنا میرا فرض ہے۔ جنہوں نے ٹورنمنٹ کو کامیاب بنانے میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ سب سے زیادہ شکریہ کے مستحق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ہیں۔ اور یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہ ہوگا۔ کہ اصل میں ٹورنمنٹ میں جو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہ سب انہی کی کوشش اور سرگرمی کا نتیجہ ہے۔ اور حقیقت یہی ہے۔ کہ انہی کی روح ہے۔ جو ہم سب میں کام کرتی ہے۔ ان کے بعد میں ان تمام بزرگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے مختلف مقابلوں میں جج یا ریفری کی حیثیت سے کام کر کے ٹورنمنٹ کو رونق بخشی۔ کھیلوں کیلئے گراؤنڈز کا انتظام کرنے اور ضروری سامان بہم پہنچانے میں ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی اسکول اور ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ احمدیہ اور دونوں اسکولوں کے اسٹاف خصوصیت سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

پھر تمام وہ بزرگ جنہوں نے مقابلوں کے وقت اپنی تشریف آوری سے ٹورنمنٹ کو رونق بخشی۔ ان کا بھی میں تہ دل سے کمیٹی ٹورنمنٹ کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ان سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ آئندہ وہ ٹورنمنٹ میں ایسی ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دلچسپی لینگے۔ کیونکہ جسمانی ورزش بھی قوتوں کی ترقی میں بہت بڑا حصہ رکھتی ہے۔

آخر میں میں تمام حاضرین جلسہ اور ٹورنمنٹ کمیٹی کی طرف سے سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا نہایت خلوص دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ حضور نے باوجود اس قدر عدیم الفرصتی کے اپنے دست مبارک سے انعامات کا تقسیم کرنا منظور فرمایا۔ اور اس طرح سے اس جلسہ کو ایسے فخر کا موقعہ عطا فرمایا۔ کہ جس کا ہم کسی طرح بھی پورے طور پر شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ اور میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ حضور پُر نور کو عرصہ دراز تک ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ اور ان کے دست مبارک پر سلسلہ احمدیہ کو ادیان باطلہ کے مقابلہ میں عظیم الشان کامیابی عطا فرمائے۔ جس کی خبر پرانے نوشتے قدیم سے دیتے چلے آئے ہیں۔ آمین۔

(خاکسار عبدالقدیر بی اے سیکرٹری احمدیہ ٹورنامنٹ کمیٹی قادیان)

مباحثات کے متعلق ضروری اعلان

کچھ عرصہ قبل ازیں دو تین مرتبہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ احباب ہمارے مشورہ اور علم کے بغیر کوئی مباحثہ مقرر نہ کیا کریں۔ کچھ عرصہ تک اس اعلان پر دوستوں نے توجہ کی۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اب پھر وہی پہلی رَو چل پڑی ہے۔ اور اسی مہینہ میں دو جماعتوں نے مرکز سے مشورہ طلب کئے بغیر مباحثات مقرر کر لیے۔ حالانکہ ان کو معلوم تھا۔ کہ صیغہ دعوۃ و تبلیغ کے مبلغ اسوقت مرکز سے بہت دور اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں بھیجے گئے ہیں۔ پھر ایسی شرائط انہوں نے تسلیم کر لیں۔ جو بہت ہی ناواجب ہیں۔ مثلاً یہ شرط کہ فریقین میں سے جس کے مناظر تاریخ مقررہ پر نہ پہونچے اسپر سو روپیہ ہرجانہ ڈالا جائیگا۔ یہ امر ظاہر ہے۔ کہ ہم کسی کے پابند نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہم فرصت اور موقعہ مناسب دیکھ کر تاریخوں کا تقرر کر سکتے ہیں۔ وجہ یہ کہ ہمارے پیش نظر صرف مباحثات اور مناظرات کا کام نہیں ہے۔ بلکہ اصل کام ہمارا اور ہی طریق پر جاری ہے۔ جس کو ہم چھوڑ نہیں سکتے مگر فریق مخالف خواہ وہ کسی مذہب اور فرقے کا ہو۔ وہ ایک وقت میں آزادی کے ساتھ مناظرہ سے انکار اور دوسرے وقت میں اقرار کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی نیت اکثر شرارت اور فتنہ اٹھانے کی ہوتی ہے۔ اور وہ ہمیں اپنے پیچھے لگانا چاہتے ہیں۔ چونکہ یہ بات ہمارے مفاد کے خلاف ہے۔ اسلئے ہم دشمن کے پیچھے نہیں لگنا چاہتے۔ پس بذریعہ اس اعلان کے پھر احباب کی توجہ پھر ایک دفعہ اس طرف مبذول کراتا ہوں۔ کہ بغیر مرکزی دفتر سے مشورہ لئے ہرگز کوئی مباحثہ مقرر نہ کریں۔ اور نہ ہی ایسی شرائط تسلیم کریں کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ کسی جگہ کے دوست خود بخود ایک تاریخ مقرر کر لیں۔ اور ہم اس تاریخ پر کوئی مبلغ نہ بھیج سکیں۔ اس اعلان کے بعد اگر کوئی جماعت خود بخود کوئی مناظرہ کریگی۔ تو وہ خود ذمہ دار ہوگی۔ والسلام۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۵ر دسمبر ۱۹۲۵ء

آریہ سماج کی موت

نمبر ۱

خداتعالیٰ کے پیارے اور برگزیدہ انسان اس قدر دوربین اور بالغ النظر ہوتے ہیں۔ کہ ظاہری حالات اور واقعات کے بالکل خلاف ایسی خبریں قبل از وقت بیان کر دیتے ہیں۔ جن کے پورا ہونے کا کسی کو وہم وگمان بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ اور وہ لوگ جو محض عقل انسانی کے پیچھے چلتے ہیں۔ انہیں درست ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ لیکن آخر وہ وقت آتا ہے۔ جب سالہا سال پہلے کی بیان کردہ خبر اس صفائی اور وضاحت کے ساتھ پوری ہو جاتی ہے۔ کہ کسی کو اس کے متعلق شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی ؛

موجودہ زمانہ میں جب خداتعالیٰ نے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ثبوت پیش کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کو مبعوث فرمایا۔ تو آپ نے قبل از وقت ایسی ایسی پُرشان اور پُرہیبت خبریں شائع کیں۔ جنہوں نے عین وقت پر پورا ہو کر تہلکہ مچا دیا۔ اور سعید الفطرت لوگوں نے سمجھ لیا۔ کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ جو اب بھی ایسے انسان پیدا کر سکتا ہے۔ جو خداتعالیٰ سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف رکھتے۔ اور غافل دنیا کو نشان دکھا سکتے ہیں ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان خبروں میں سے ایک خبر آریہ سماج کی موت کے متعلق بھی ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۶۵ پر تحریر فرمایا۔

"یہ مت خیال کرو۔ کہ آریہ یعنی ہندو دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہیں۔ وہ صرف اس زنبور کی طرح ہیں جس میں بجز نیش زنی کے اور کچھ نہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ توحید کیا چیز ہے۔ اور روحانیت سے سراسر بے نصیب ہیں۔ عیب چینی کرنا اور خدا کے پاک رسولوں کو گالیاں دینا ان کا کام ہے۔ اور بڑا کمال ان کا یہی ہے۔ کہ شیطانی وساوس سے اعتراضات کے ذخیرے جمع کر رہے ہیں اور تقویٰ اور طہارت کی روح ان میں نہیں۔ یاد رکھو۔ کہ بغیر روحانیت کے کوئی مذہب نہیں چل سکتا۔ اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں جس مذہب میں روحانیت نہیں اور جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں۔ اور صدق و صفا کی روح نہیں۔ اور آسمانی کشش اس کے ساتھ نہیں۔ وہ مذہب مردہ ہے اس سے مت ڈرو۔ اور تم میں لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہونگے۔ کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لو گے کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے۔ نہ آسمان سے اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے۔ نہ آسمان کی"؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اعلان اس وقت فرمایا۔ جبکہ آریہ صاحبان اسلام کے خلاف سخت بد زبانی اور سخت کلامی سے کام لے رہے تھے۔ اور مسلمان ان کی مدافعت سے عاجز اور درماندہ تھے۔ چونکہ اس وقت تک ہندو ہمیشہ دوسروں کے اعتراضوں کے نیچے دبے چلے آتے تھے اس لئے وہ یہ دیکھ کر کہ ان میں سے آریہ کہلانے والے بھی معترضانہ طور پر مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ ان کی ہر طرح تائید اور حمائت کر رہے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اب مسلمانوں کے لئے ہندوستان میں جہاں انہوں نے صدیوں حکومت کی۔ کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور خدانخواستہ آریہ ہند سے اسلام کا نام و نشان مٹا دیں گے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اعلان کیا۔ یہ مذہب کوئی زیادہ عرصہ قائم رہنے والا نہیں۔ بلکہ تھوڑے ہی عرصہ میں نابود ہو جائے گا ؛

چنانچہ اب ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ اس مذہب پر موت وارد ہو رہی ہے۔ اور ایسی صفائی کے ساتھ وارد ہو رہی ہے کہ ہر کس و ناکس کو نظر آ رہی ہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اخبار "اہلحدیث" ۹ر اکتوبر ۱۹۲۵ء میں بعنوان "آریہ سماج مرگئی"۔ ایک طویل مضمون میں لکھتے ہیں۔

"آریہ سماج بحیثیت دھرم کے مرگئی۔ واقعی بات یہ ہے۔ کہ آریہ سماج اپنے اصول کے لحاظ سے مر چکی ہے ہم غیر ہی اس پر نہیں روتے۔ بلکہ اس کے اپنے مخلص بھی اس کی بے وقت موت پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہیں "

اسی طرح عیسائی اخبار نور افشاں (۹ر اکتوبر) زیر عنوان "آریہ سماج مرگئی" لکھتا ہے۔

"آریہ سماج کیا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ اگر سناتن دھرم میں بیواؤں کی شادی اور نیوگ کے عمل کو داخل کر دیا جائے۔ تو آریہ سماج اور سناتن دھرم میں کچھ فرق نہیں رہتا معمولی اختلافات کو چھوڑ کر یہی دو اہم عقائد ہیں۔ جو سناتن دھرم اور آریہ سماج کے درمیان حد فاصل ہیں۔ پس اگر ان ہر دو مسائل کو آریہ سماجی ترک کر دیں۔ تو اس میں کچھ شک نہیں رہ جاتا۔ کہ آریہ سماج مرگئی۔ اور سناتن دھرم بدستور سابق کامیاب رہا۔ اب تک ہمارا خیال تھا۔ کہ آریہ سماج نیم مردہ ہے۔ مگر پنڈت مولراج صاحب ناگر کے مضمون زیر عنوان "سناتن دھرم کیا ہے" مندرجہ ہند و لاہور نے ہمیں یقین کرا دیا۔ کہ سچ مچ آریہ سماج مرگئی۔ ہاں یہ بھی سچ ہے۔ کہ آریہ سماجی زندہ ہیں۔ مگر اس کے باوجود بھی اس امر کی صداقت میں کچھ کمی نہیں ہو جاتی۔ کہ آریہ سماج مرگئی "؛

آریہ سماج کی موت کے متعلق یہ ان لوگوں کی شہادتیں ہیں۔ جو احمدیت کی مخالفت میں آریوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ اور واقعات بتاتے ہیں۔ کہ احمدیت کو نقصان پہنچانے کے لئے یہ تینوں گروہ مل کر کوشش کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مارٹن کلارک کے مقدمہ میں ظاہر ہوا۔ کہ عیسائیوں نے حضرت مسیح موعودؑ پر قتل کا مقدمہ دائر کیا۔ اور آریوں اور مسلمانوں نے ان کی مدد کی۔

ایسی حالت میں کیا صاف ثابت نہیں ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریہ دھرم کے متعلق جو پیشگوئی آج سے بہت عرصہ قبل فرمائی تھی۔ وہ اس وضاحت اور صفائی کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ کہ احمدیت کے اشد ترین دشمن بھی اس کا اقرار کر رہے ہیں۔

آئندہ ہم آریہ سماج کی موت کے متعلق اس کی اندرونی شہادت پیش کریں گے۔ انشاء اللہ۔

یہ مسلمانوں کا شعار نہیں

اخبار "سچ" ان لوگوں کا ذکر کرتا ہوا جنہوں نے لکھنؤ کے اس جلسہ میں شور و شر کیا جس میں مولانا محمد علی تقریر کرنے والے تھے۔ لکھتا ہے۔

"اس محدود و قلیل جماعت نے جس شرمناک طریقہ سے جلسہ میں شورش پیدا کی۔ وہ ہرگز مسلمانوں کا شعار نہیں ہو سکتا۔ شورش و دراندازی کا یہ طریقہ

مسلمانوں کا نہیں۔ کافروں کا تھا۔ حضور سرورِ کائنات صلعم جب ابتداءِ عہد نبوت میں تقریر و وعظ شروع فرماتے تو منکروں کی ایک جماعت شور مچا دینا شروع کر دیتی۔ تاکہ کانوں میں حق کی آواز نہ پہنچنے پائے"۔

کیا یہ الفاظ ان شورش انگیز لوگوں پر عمدگی کے ساتھ چسپاں نہیں ہو سکتے۔ جنہوں نے مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کی زیر سرکردگی لدھانہ میں احمدیوں کا جلسہ نہ ہونے دیا۔ اور خود سٹیج پر قابض ہو گئے۔ بلاشبہ ان کا رویہ وہی تھا۔ جیسے مندرجہ بالا الفاظ میں کافروں کا رویہ قرار دیا گیا ہے۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ یہ لوگ اپنے اس قسم کے افعال پر شرمندہ نہیں ہوتے۔ ندامت سے منہ نہیں چھپا لیتے۔ بلکہ فخریہ اس کا اعلان و اظہار کرتے ہیں۔ اور اخبار "زمیندار" کے سے ننگ اسلام اخبار موجود ہیں جو انکے اس رویہ کو ان کی "شاندار فتح" قرار دیتے ہیں ؛

لالہ لاجپت رائے اور وید

ایک وقت تھا۔ کہ جب لالہ لاجپت رائے کا ویدوں کے متعلق یہ عقیدہ تھا۔ کہ

۱۔ "ہندوازم کی بنیاد ویدوں پر ہے۔ اور اگر ویدوں کو چھوڑ دیا جائے۔ تو ہندوازم ایک ایسی عمارت رہ جاتی ہے۔ جس کی بنیاد ندارد"۔

۲۔ وید ہندوؤں کی زندگی کی کنجی ہیں۔ وید ہندوؤں کے اتفاق کی کنجی ہیں۔ اس لئے وید ہندو قوم کی آئندہ ترقی کی کنجی ہیں۔ آریہ سنتان خبردار ہو جاؤ۔ مبادا ہماری غفلت سے یہ کنجی ہمارے ہاتھ سے چلی جائے۔ اور ہمارے نوجوان آج کل شک میں ڈال دینے والی تعلیم سے اس کنجی کو ہاتھ سے چھوڑ کر اپنی قوم کی موت اور بربادی کا باعث بنیں۔ اے ہندو نوجوانو کیا تمہیں شرم آتی ہے۔ کہ تم جیمنی۔ ویاس۔ شنکر۔ سائن مادھو۔ منو۔ کرشن۔ آدی کے ساتھ مل کر یہ مانو کہ وید ایشور کا گیان ہیں۔ کیا تمہیں اس امر میں عار ہے۔ کہ کپل گوتم پتنجلی اور کناد سے ہم آواز ہو کر یہ کہو۔ کہ وید سوتہ پرمان ہیں۔ اور ان کے مضامین کی راستی کو ثابت کرنے کے لئے اور کسی پرمان کی ضرورت نہیں۔ ہندو ماں باپ سے پیدا ہوا ہر ایک بچہ ہندوازم میں پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے پیدائش سے ہی اس پر یہ فرض قائم ہو جاتا ہے۔ کہ وہ ویدوں کا معتقد رہے۔

۳۔ دنیا تمہارے سامنے کھلی ہے۔ ہر قسم کے علم و فضل کو حاصل کرنا تمہارا فرض ہے۔ راستی کو تلاش کرنا تمہاری ڈیوٹی ہے خواہ وہ کہیں سے ملے۔ مگر یہ ضرور نہیں۔ کہ اس راستی کی تلاش میں گھر کا لیمپ پھینک دو۔ جس سے آج تک باپ دادا سارے متقدمین روشنی پاتے رہے۔ جو آج تک قوم کا سہارا ہے جس کے سبب سے قوم اب تک نیست و نابود ہونے سے بچ رہی۔ مت سمجھو کہ اس خدائی لیمپ کے پھینک دینے اور اس کی جگہ یورپ کے لیمپ خریدنے میں ہی تمہاری مکتی ہے۔ یورپ کے لیمپ اگر تم کو اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ تو بے شک خریدو۔ مگر یاد رکھو۔ کہ اگر اس لیمپ کو پھینکو گے جو ایشور نے تم کو سرشٹی کے آد میں عطا کیا۔ تو تم دھرم کے دردھی۔ قوم کے قاتل۔ اور دیش کے دشمن ہو گے۔ ایسی حرکتوں سے نہ صرف تمہاری ہستی کے مٹ جانے کا احتمال ہے۔ بلکہ اندیشہ ہے۔ کہ تم عام تہذیب و ترقی کو بھی دکھ لگا کر پیچھے ڈال دو"۔

اس سے زیادہ ویدوں کی حمایت کیا ہو سکتی ہے۔ اور اس سے بڑھکر ویدوں کے سے عقیدت کا اظہار کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن آج وہی لالہ صاحب جو اتنے زور شور کے ساتھ ویدوں کو ایشور گیان ماننے پر زور دے رہے تھے۔ ہندو نوجوانوں کو ویدوں پر درڑھ وشواس رکھنے کی تلقین فرمارہے تھے۔ جو ویدوں کو خدائی لیمپ بنا رہے تھے۔ اب خود ویدوں کو الہامی نہیں مانتے۔ اور انہیں وہ درجہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جو پہلے دیتے تھے ؛

اس کی وجہ اخبار ملاپ (۱۳ رنومبر) یہ قرار دیتا ہے۔ کہ ویدوں کے متعلق لالہ جی کے عقیدہ میں "صرف اس دن سے تبدیلی آئی ہے۔ جب وہ آخر بار امریکہ گئے ہیں"۔ اگر یہی وجہ ہے۔ تو آریہ صاحبان جو مدت سے تمام دنیا میں ویدوں کے پرچار کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جب ویدوں کا عاشق زار ان ممالک میں جا کر انہیں جواب دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ تو وہاں کے لوگ ویدوں کے کس طرح قائل بنائے جا سکتے ہیں ؛

آریوں اور سناتنیوں کی باہمی کشمکش

اخبار "تیج" (۲۷ رنومبر) نے مسلمانوں کی باہمی کشمکش پر پھولے نہ سماتے ہوئے حسب ذیل الفاظ میں انہیں مطعون کیا تھا۔

"تجربہ بتلاتا ہے۔ کہ جو شخص اپنی تنگ نظری یا کسی عارضی غرض کو پورا کرنے کے لئے اس سدھانت کو نظر انداز کر دیتا ہے اسے بالآخر کسی نہ کسی وقت اس کیلئے پشیمان ہونا پڑتا ہے۔ اسی کی اہم صداقت کا خیال کرتے ہوئے فارسی کے ایک مشہور شاعر نے فرمایا تھا۔

چاہ کن را چاہ درپیش

جو دوسروں کے لئے کنواں کھودتا ہے۔ خود اس کے سامنے کنواں آتا ہے۔ لیکن برادران وطن نے اس صداقت کو فراموش کر دیا۔ اور نہ صرف خاموشی کے ساتھ ان تمام مظالم کو دیکھتے رہے جو تعصب و تنگ نظری کا شکار ہو کر گذشتہ تین سال کے عرصہ میں محمدی دیوانوں نے جگہ جگہ ہندوؤں پر انہیں بے کس و لاچار پا کر ستم توڑے۔ بلکہ درپردہ علی الاعلان ان کی پیٹھ ٹھونکتے رہے اس وقت انہوں نے یہ نہ سمجھا۔ کہ جس فتنہ پردازی کی آج وہ محض اس لئے حمایت کر رہے ہیں۔ کہ مقابل ہندو ہیں۔ کل انہیں خود بھی اس کا شکار ہونا پڑیگا۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ آج وہی طاقتیں جو ہندوؤں کے خلاف استعمال کی جا رہی تھیں۔ ایک دوسرے کے خلاف شریفی اور سعودی اکھاڑہ کے پہلوانوں کی شکل میں صف آرا ہو گئیں۔ اور جگہ جگہ سے خبریں آنے لگیں۔ کہ فلاں جگہ حنفی پیٹے۔ اور فلاں مقام پر سعودیوں کو شکست ہوئی"۔

اگرچہ مسلمانوں کی یہ کشمکش افسوسناک ہے۔ لیکن تیج اگر ہندوؤں کی حالت پر غور کرتا۔ تو وہ مسلمانوں پر اس طرح زبان طعن دراز کرتا۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ لاہور میں آریوں اور سناتنیوں کے درمیان سخت کلامی کے بعد مارپیٹ تک نوبت پہنچی اور ایک دوسرے پر لاٹھیاں چلائی گئیں۔ کیا تیج اس کے متعلق بھی چاہ کن را چاہ درپیش کہے گا۔

معلوم ہوتا ہے۔ آریوں کی سخت کلامی اور ویدک دھرم کے مسلّمہ اصول کی مخالفت اب اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ سناتنی ہندو جنہوں نے ایک عرصہ سے نہ صرف آریوں کی مخالفت ترک کر رکھی تھی۔ بلکہ ہر طرح ان کی امداد کرتے رہتے تھے مجبور ہو گئے۔ کہ اپنے دھرم کی حفاظت کیلئے کھڑے ہوں۔ اور آریوں کی اصلاحی کوششیں جو دراصل ہندو مذہب کو بیخ و بن سے اکھیڑنے والی ہیں۔ ان کا مقابلہ کریں ؛

مسز اینی بیسنٹ کا موعود

کچھ عرصہ سے مسز اینی بیسنٹ ایک لڑکے کی پرورش اس غرض سے کر رہی تھیں۔ کہ وہ عنقریب یسوع مسیح کے رنگ میں ظہور پذیر ہوگا۔ اس لڑکے کے متعلق جس کا نام کرشنا مورتی ہے۔ اخبار "سیاست" (۲۸ رنومبر) نے غالباً کسی دوسرے اخبار سے لیکر حسب ذیل حالات شائع کئے ہیں۔

"یہ نوجوان پہلی دفعہ لندن میں جانے کے بعد پھر واپس ہندوستان آگیا۔ جہاں اسکو بشپ لیڈبیٹر جیسے معزز بزرگ کے سپرد کر دیا گیا جن کا رتبہ خود مسز صاحبہ سے کسی صورت میں بھی کم نہیں ہے۔ ان صاحب کو کرشنا مورتی سے خاص الفت پیدا ہو گئی۔ لیکن وہ محبت نہیں جیسے روحانی محبت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کرشنا مورتی کے باپ کے دل میں شکوک و شبہات پیدا ہوگئے۔ اور اس نے بشپ کے خلاف جن کی عمر اس وقت ۷۰ برس کی تھی۔ عدالت عالیہ مدراس میں مقدمہ دائر کر دیا۔ اور بشپ صاحب آسٹریلیا بھاگ گئے"۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

معاملات حجاز کے متعلق جماعت احمدیہ کی روش

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ

فرمودہ ۲۷ ر نومبر ۱۹۲۵ء

تمہید

چند دن ہوئے ۔ مجھے ایک دوست نے خط لکھا ۔ کہ انہیں ایک جگہ پر بعض اہل حدیث لوگوں سے ملاقات کا موقعہ ملا ۔ اور انہوں نے شکایت کی کہ ہم موحد ہیں اور شرک کے کاموں سے بچتے ہیں اور توحید کے مسئلہ کے متعلق ہمارے اور تمہارے عقائد برابر ہیں ۔ اور ایک دوسرے سے ملتے ہیں مگر باوجود اس کے ابن سعود کے معاملہ میں تم لوگ ہماری مخالفت کر رہے ہو ۔ اور حنفیوں کی تائید کرتے ہو ۔ جو کہ اکثر شرک سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے ۔ اور ان میں مشرکانہ رسوم رائج ہیں ۔ ہم تو احیائے سنت اور ابطال شرک کے کام کر رہے ہیں ۔ مگر تم باوجود یہی عقیدہ رکھنے کے عملی طور پر ہمارے ساتھ متفق نہیں ہوتے ۔ بلکہ مخالف چلتے ہو ۔

اس کے ساتھ دبے الفاظ میں یہ بھی کہا ۔ کہ اگر آپ اس کی اصلاح نہیں کریں گے ۔ تو پھر ہمیں بھی اپنا رویہ بدلنا پڑے گا ۔ اور مختلف خلافت کمیٹیوں کو کہنا پڑے گا کہ احمدیوں کے ساتھ اب اور طرح کا معاملہ کیا جائے ۔ یہ خلافت کمیٹیاں اس وقت تک آپ کے لیکچروں کی مؤید رہی ہیں ۔ مگر آئندہ ایسا نہیں ہو گا ۔

آج کے خطبہ کا مضمون

اس بات کو چھوڑ کر دبے الفاظ میں انہوں نے کیا کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال یا وہم ان لوگوں کا اس قابل ہے ۔ کہ اس کا ازالہ کیا جائے ۔ اس لئے میں آج کے خطبہ میں یہی مضمون بیان کروں گا ۔ اور اس کے متعلق بعض ایسے امور کا ذکر کروں گا ۔ جن پر روشنی ڈالنا میرے خیال میں ضروری ہے ۔

ایک خوشی کی بات

یہ بات جو بیان کی گئی ہے ۔ اس کے کئی حصہ ہیں ۔ جو جواب چاہتے ہیں ۔ مگر میں ایک ایک بات کو بیان کرتا ہوں ۔ سب سے پہلی بات یہ کہی گئی ہے ۔ کہ احمدیوں کو اہلحدیث کے ساتھ توحید میں اتفاق ہے ۔ میں خوش ہوں ۔ کہ اہلحدیث کو آخر تسلیم کرنا پڑا کہ ہماری جماعت ایک موحد جماعت ہے مشرک نہیں ۔ اور اسے اہلحدیث کے ساتھ اس رنگ میں مشابہت ہے ۔ اور احمدی جماعت اور اہلحدیث کے عقائد توحید کے مسئلے میں ملتے ہیں اور مشترک ہیں ۔ پھر ہم نہ صرف ان کے ہم خیال ہی ہیں بلکہ شرک کے توڑنے اور توحید کے پھیلانے میں ہم ان کی مدد بھی کرتے ہیں ۔ پس میں خوش ہوں ۔ کہ آخر ان لوگوں کو محسوس ہو گیا کہ ہم مشرک نہیں موحد ہیں ۔ اور ہماری تعلیم شرک سے پاک ہے ۔

ہمارے مخالف اور ہماری مخالفت کی وجہ

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا توحید کی تعلیم آج ہم میں آئی ہے یا پہلے بھی ہم میں موجود تھی ۔ آج سے تیس سال پہلے بھی ہم یہی کام کرتے تھے اور ان کاموں کو کرتے ہوئے ویسے ہی موحد چلے آئے تھے جیسے کہ اب ان کو نظر آئے مگر اس وقت ان کے خیال میں یہ بات نہ آئی کہ احمدی بھی موحد ہیں ۔ اس وقت تو سب سے زیادہ مشرک ان کو اگر کوئی نظر آتے تھے تو احمدی ہی نظر آتے تھے اور اسی سبب سے وہ ہمارے دشمن بھی بنے ہوئے تھے ۔ سب سے زیادہ ہماری مخالفت کس نے کی؟ سب سے زیادہ تکلیف ہمیں کس نے دی؟ اور ہندوستان کا دورہ کر کے ہم پر کفر کے فتوے کس نے لگائے؟ کیا یہی اہلحدیث نہیں تھے؟ ہم یہی نہ کہہ رہے تھے ۔ کہ خدا کے مقابلہ پر عیسیٰ علیہ السلام کو نہ کھڑا کرو؟ مگر اسی وجہ سے انہوں نے ہماری مخالفت کی اور ہم پر کفر کے فتوے لگائے ۔ ورنہ الہام کا مسئلہ زیر بحث نہیں تھا ۔ کیونکہ مولوی محمد حسین بٹالوی لکھ چکے تھے ۔ کہ الہام ہو سکتا ہے ۔ اور بعض لوگوں کو ہوتا ہے اور یہ جائز ہے ۔ پس الہام کا مسئلہ تو ان کفر کے فتووں کی وجہ نہ تھا ۔ جو ان لوگوں نے ہم پر لگائے اور نہ ہی ان کی مخالفتیں اور عداوتیں اس مسئلہ کے سبب تھیں کہ ہم نہ صرف الہام کے قائل بلکہ اس کے مدعی بھی تھے ۔ اس صورت میں جو مسئلہ ہمارا جداگانہ تھا اور جسے ہم پیش کرتے تھے اور جس پر لوگ سب سے زیادہ ہمارے دشمن بن گئے تھے ۔ وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی زندگی کا مسئلہ تھا اور ہماری یہ تعلیم تھی کہ عیسےٰ علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح فوت ہو گئے ہیں اور آسمان پر نہیں گئے ۔ لیکن اس کے برخلاف یہ لوگ اس کے قائل نہیں تھے ۔ بلکہ عیسےٰ علیہ السلام کو خدائی صفات کے ساتھ زندہ آسمان پر مانتے تھے اور اب بھی مانتے ہیں ۔ پس ان لوگوں کی وحدانیت کی تعلیم نے اگر زمین پر بت توڑے گو سارے نہ توڑے تو ہماری تعلیم نے نہ صرف زمین پر ہی بت توڑے بلکہ آسمان پر بھی جا کر توڑا اور ایسا توڑا ۔ کہ اس بت کو خدا کے برابر کھڑا کرنے والوں میں سے ہزاروں لاکھوں تسلیم کر گئے ۔ یہ بت ہمارے ہی ہاتھوں سے ٹوٹا اور ایسا ٹوٹا ۔ کہ اگر ساری دنیا مل کر بھی چاہتی ۔ کہ اس کو توڑے تو بھی نہ توڑ سکتی ۔

شکوۂ بے جا

اہلحدیث کہتے ہیں ۔ کہ وہ موحد ہیں اور توحید کو پھیلاتے ہیں اور شرک سے بچتے بلکہ اس سے روکتے ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے ۔ کہ وہ ایسا کرتے ہیں ۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ بہ نسبت اور لوگوں کے یہ زیادہ موحد ہیں اور توحید سے پیار کرتے ہیں ۔ مگر یہ بھی اس بت کے پرستار ہیں ۔ جس کے دوسرے لوگ ہیں اور اس کو خدائی صفات دیتے ہیں ۔ انہوں نے بھی دوسروں کی طرح اسے آسمان پر پہنچا دیا ہے ۔ اور جب ہم نے اسے بھی توڑنے کی کوشش کی اور ظاہر کیا کہ خدا کی صفات خدا کے لئے ہی ہیں ۔ اور کسی انسان میں نہیں آسکتیں ۔ تو یہی لوگ تھے ۔ جنہوں نے سب سے زیادہ ہماری مخالفت کی ۔ جنہوں نے سب سے زیادہ ہمیں تکلیفیں دیں اور اس بات سے بڑا منایا ۔ کہ ہم کیوں اس بت کے توڑنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ حالانکہ موحد ہونے کا دعوےٰ کرنے کی صورت میں یہ ان کا بھی کام تھا ۔ کہ وہ اگر ہمارے ساتھ متفق ہو کر اس بت کو نہیں توڑنا چاہتے تھے ۔ تو الگ ہو کر ہی اس کو توڑتے ۔ کیا اہلحدیث کے سب سے بڑے مولوی جو اہلحدیث گروہ میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور ان کے ایڈوکیٹ محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے ساتھیوں نے صرف اسی وجہ سے ہماری مخالفت نہیں کی اور ہر طرح کی عداوت ہمارے ساتھ نہیں روا رکھی اور کیا انہوں نے اس کام میں جو اوروں سے نہ ہو سکا اور ہمیں اس کی توفیق ملی ۔ ہمارے ساتھ اشتراک عمل کیا؟ پس آج ان کا شکوہ بے جا ہے ۔ آج سے پہلے ان کو اس کا خیال کرنا چاہیئے تھا ۔ توحید کی تعلیم ہم نے آج جاری نہیں کی ۔ ہمارا تو سلسلہ ہی خدا تعالےٰ نے توحید کی تعلیم کے لئے جاری کیا ہے اور ہم شروع سے ہی توحید کی تعلیم دیتے چلے آئے ہیں ۔ اور اس وقت بھی توحید ہی کی تعلیم دیتے ہیں ۔ لیکن اسی توحید کی تعلیم کے سبب اہلحدیث لوگوں نے ہماری مخالفت کی ۔ جو خیال ان کو آج پیدا ہوا ہے ۔ اگرچہ انہیں آج سے پہلے کرنا چاہیئے تھا ۔ لیکن باوجود اس کے ہم پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے بہت حد تک توحید کو دنیا میں پھیلایا اس لئے توحید کے پھیلانے میں ان کی ہم ان کے ساتھ ہیں ۔ بشرطیکہ وہ جائز طریق پر ہو ۔

ہمیں کیا تعلیم دی گئی ہے

ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے ۔ کہ دنیا میں امن سے رہو ۔ اور ہر معاملہ میں انصاف سے کام لو ۔ اور جو حق بات ہو ۔ اسکی تائید کرو ۔

پھر میں یہ کہتا ہوں کہ اہلحدیث نے بہت حد تک شرک کو مٹایا اور ہم ان کی اس کوشش کو بے انصافی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے مگر تعجب ہے۔ کہ ایک طرف تو یہ شرک کے مٹانے والے بنتے ہیں۔ اور دوسری طرف جب ہم بھی شرک کو مٹانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو ہماری مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ ان کے لئے سیدھی راہ تو یہ تھی کہ فوراً ہمارے ساتھ متفق ہو کر اس شرک کو بھی مٹاتے جو زمین پر ہو رہا تھا۔ اور شرک کی اس کڑی کو بھی توڑتے جسے لوگوں نے آسمان تک پہنچا دیا تھا۔ مگر انہوں نے خود ایسا نہیں کیا۔ اور جو کام ان سے رہ گیا اور ہم نے کیا۔ اس کی وجہ سے وہ ہمارے دشمن بن گئے۔ چنانچہ آج بھی اہلحدیث یا اہلحدیث نما ہی ہمارے سب سے زیادہ دشمن ہیں۔ دیوبندی جو کچھ ہمارے برخلاف کر رہے ہیں۔ وہ ان کو خود معلوم ہے اور ایسا ہی ان کے دوسرے ہم خیال اشخاص کی طرف سے جو سلوک اس وقت بھی ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔ وہ ظاہر ہے ‡

بلا وجہ ناراضی

باوجود اس کے کہ ان کی کئی تعلیمیں ہمارے ساتھ ملتی ہیں۔ جن کو کہ یہ خود بھی مانتے ہیں کہ ملتی ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی مخالفت کم نہ ہوئی۔ مگر میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کونسی ایسی بات اب کہی گئی ہے۔ جس کی بناء پر وہ ہماری مخالفت کرنے میں حق بجانب ہو سکتے ہیں۔ میں نے نہ مضامین میں کوئی ایسی بات کہی ہے۔ نہ خطبہ میں۔ نہ ہی ہماری جماعت نے کبھی کوئی ایسی تجویز کی۔ اور نہ ہی ہم نے کوئی ایسا کام کبھی کیا۔ جو ان کو نقصان پہنچائے۔ سوائے اس کے کہ ان کے بعض ناپسندیدہ افعال کے خلاف اعلان کیا ہے۔ کہ ہم ان کو پسند نہیں کرتے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ جو شخص توحید کا قائل ہو وہ خواہ کچھ کرے جائز کہلا سکتا ہے۔ اسے تو زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کا ہر فعل توحید کی پرکھ پر کسا جاتا ہے اور اگر کوئی توحید کا قائل ہو کر ایسے کام کرے جو توحید ہی کے منافی ہوں۔ تو اس پر اگر کوئی ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے۔ تو حق بجانب ہے۔ اور اس لائق ہے۔ کہ اس کی ناپسندیدگی کی قدر کی جائے نہ الٹا اس کی مخالفت ‡

انصر اخاک ظالماً او مظلوماً

اہلحدیث کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے انصر اخاک ظالماً او مظلوماً۔ کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو خواہ مظلوم۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ تو صحابہ میں سے بعض نے عرض کی۔ یا رسول اللہ مظلوم کی تو مدد ہو سکتی ہے۔ مگر ظالم کی کیسے مدد کی جائے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ ظالم کی مدد یہ ہے۔ کہ تو اس کا ہاتھ روکے۔ تا وہ ظلم کرنے سے باز رہے [illegible] فعل کو ہم سمجھتے ہیں۔ کہ وہ پسندیدہ نہیں۔ اس سے فساد ہوگا یا فتنہ پیدا ہوگا۔ یا اس سے دین میں رخنہ پیدا ہوگا اور لوگوں کے لئے بجائے فائدہ مند ہونے کے مضر اور نقصان دہ ہوگا۔ ہم اس کے نقصوں کو بیان کریں گے۔ اور مشورہ دیں گے۔ کہ اسے نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اسے سمجھائیں گے۔ کہ اس سے بچو ‡

جبر جائز نہیں

جب سے ہماری جماعت قائم ہوئی ہے ہمارا یہی طریق ہے۔ کہ ہم عین قرآن کریم کے منشاء کے مطابق اس بات کی تعلیم دیتے آئے ہیں۔ کہ جو بات منوانا چاہو نرمی سے کہو۔ سختی اور زبردستی جائز نہیں۔ اور آج تک اسی پر ہمارا عمل ہے۔ ہمارا سلسلہ اس لئے دنیا میں نہیں آیا کہ دنیا کے امن میں خلل انداز ہو۔ بلکہ امن قائم کرنے کے لئے آیا ہے۔ اور عدل اور انصاف کے لئے آیا ہے۔ ہمارے نزدیک چونکہ یہ خدا کا منشاء ہے۔ اس لئے اس کے بالمقابل ہم کسی کی پرواہ نہ کرینگے۔ اور حق و انصاف کی خاطر اگر اپنوں کے خلاف بھی کہنا پڑے گا تو کہیں گے اور اگر غیروں سے کچھ کہنا پڑا تو ان سے بھی کہیں گے۔ خواہ وہ کسی قوم سے ہوں۔ مگر جبر سے کوئی بات منوانا ہم جائز نہیں سمجھتے ‡

مکہ اور طائف میں نجدیوں کی غلطیاں

نجدیوں سے مکہ اور طائف میں غلطیاں ہوئیں اور ان غلطیوں کے ساتھ ساتھ جبر بھی۔ جو بالکل ناجائز تھا۔ بیشک۔ توحید کے مسئلہ میں ہمارا ان کے ساتھ اتفاق ہے۔ لیکن اس بات میں ان کے ساتھ کوئی اتفاق نہیں کہ قتل و خوں ریزیاں کی جائیں۔ لوگوں کے مال و املاک کو تباہ کر دیا جائے۔ قبروں کو گرا دیا جائے۔ اور ان سب نشانات کو معدوم کر دیا جائے۔ جو بطور یادگار ہوں۔ اور جن سے انسان عبرت یا نصیحت حاصل کر کے اصلاح کر سکتا ہو۔ اور روحانیت میں بھی ترقی کر سکتا ہو۔ کیا توحید کے قائلین کے لئے یہ جائز ہے۔ کہ جبراً قبریں توڑ دیں۔ اگر جائز ہے تو کیا وجہ ہے کہ یہ جائز نہیں کہ تلوار کے ساتھ لوگوں سے اسلام منوایا جائے۔ جب ایک جگہ تشدد اور جبر جائز ہے۔ تو دوسری جگہ کیوں جائز نہیں ؟ پھر توحید کے لئے اگر یہ ضروری ہے۔ کہ جبراً قبریں گرا دی جائیں۔ تو پھر چند قبروں کے گرانے سے کیا ہوتا ہے۔ ساری قبروں کو مٹا دینا چاہیئے۔ نہ صرف قبروں کو بلکہ تمام ان یادگاروں کو بھی گرا دینا چاہیئے جو یا تو عبرت کے لئے ہیں یا نصیحت کے لئے اس وقت تک قائم کھڑی ہیں ‡

دل کا بت توڑو

مگر میرے نزدیک توحید اس طرح نہیں پھیلتی توحید کے پھیلانے اور لوگوں کو اس پر عامل بنانے کے لئے دل کے بت جب تک نہ توڑے جائیں۔ تب تک توحید نہیں پھیل سکتی۔ لاکھ ان قبروں کو گراؤ۔ لاکھ ان مقبروں کو مسمار کرو۔ جب تک دل سے اس بات کو نہیں مٹایا جاتا۔ کہ شرک بری شے ہے۔ اور قابل ترک ہے۔ تب تک توحید نہیں پھیل سکتی۔ اور ایک بھی شخص موحد نہیں بن سکتا۔ لیکن یہ بات کہ کسی کو زبردستی کہا جائے کہ مسلمان ہو جاؤ۔ یا کسی کو بزور اس بات پر مجبور کیا جائے کہ توحید پر عامل ہو جائے۔ اور ایسا کرنے کے لئے اسے تشدد کے ساتھ مجبور کیا جائے درست نہیں اور میرے نزدیک یہ بھی درست نہیں۔ کہ بعض ایسی چیزوں کو توڑا پھوڑا جائے جسے توڑنے پھوڑنے والے اپنے خیال کے مطابق اسباب شرک میں سے سمجھتے ہوں۔ مگر دوسرے انہیں مقدس قرار دیتے ہوں۔ پس بجائے قبروں وغیرہ کو جبراً گرانے کے دل کا بت گرانا چاہیے مگر اس کے لئے بھی جبر نہیں ہونا چاہیئے۔ گو پہلے یہی خیال کیا جاتا تھا۔ کہ جبراً مسلمان بنا لینا بھی جائز ہے۔ مگر اب تو اس بات کے مولوی بھی قائل نہیں۔ کہ غیر مسلم کو تلوار سے مسلمان بنانا جائز ہے پس جب یہ جائز نہیں۔ تو مقبروں اور آثار کو شرک کا باعث سمجھکر جبراً گرانا بھی درست نہیں۔ اگر یہ جائز ہے۔ کہ اسلامی ممالک میں عیسائی گرجے بنائیں۔ اور دوسرے لوگ اپنے معبد قائم کریں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ مسلمان اگر مسجدیں بنائیں یا ایسی یادگاریں قائم رکھیں۔ جو عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے کام آئیں۔ تو وہ ناجائز ہوں۔ پس جب کہ دوسرے یہ کام کر سکتے ہیں تو مسلمانوں کا تو یہ زیادہ حق ہے۔ کہ وہ اسلامی ممالک میں اپنی عبادتگاہیں قائم کریں۔ اور ان چیزوں کی حفاظت کریں۔ جن کا احترام ان کے لئے ضروری ہے۔ ہاں یہ ضروری بات ہے۔ کہ اس بات کو دیکھا جائے کہ وہ احترام کرتے کرتے کہیں شرک کرنا نہ شروع کر دیں اس سے انہیں روکا جائے۔ مگر دلائل کے ساتھ۔ نہ کہ جبر کیساتھ ‡

دلائل سے شرک کی بیخکنی کرو

اگر کہیں ایسا خطرہ پیدا ہو جائے۔ اور لوگ شرک میں پھنس گئے ہوں۔ تو ان پر تشدد اور زبردستی پھر بھی درست نہیں۔ بلکہ بجائے تشدد اور زبردستی کے دلائل اور براہین کا ہتھیار استعمال کرنا چاہیئے۔ اگر نجدی ایسا کریں تو ہم ان کے ساتھ ہیں۔ اگر وہ دلائل سے ایسے لوگوں کا مقابلہ کریں۔ اور براہین سے ان کو شرک سے بچانے کی کوشش کریں جو مقبروں وغیرہ پر شرک کرتے ہیں۔ تو یہ کام ہم بھی ان کے دوش بدوش ملکر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں۔ تو ہم ان کی مدد پر ہیں۔ اور ہر وقت ان کی مدد کریں گے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں شرک ہوتا ہے۔ اور ان ہر دو مقدس مقامات کو شرک سے پاک کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مگر یہ فرض صرف دلائل اور براہین ہی سے بجا لانا چاہیئے۔ نہ کہ زور اور تشدد سے۔ انہیں ایسی تعلیم دینی چاہیئے۔ کہ وہ شرک سے

277

نفرت کرنے لگ جائیں - اور یہ تعلیم صرف دلائل ہی سے ہو سکتی ہے اگر ایسا کیا جائے۔ تو میں پھر کہتا ہوں کہ ایسا کرنے والوں کے ساتھ ہیں *

سختی نہ کرو

پس جہاں میں یہ کہتا ہوں - کہ دلائل سے توحید کی خوبیاں ان کے دلوں میں بٹھاؤ تا کہ وہ آپ ہی آپ اس کی طرف کھنچے چلے آئیں - وہاں میں یہ بھی کہتا ہوں - کہ نجدی اس بات کا خیال رکھیں کہ کہیں سختی تو نہیں کر رہے - اگر سختی کرتے ہوں اور جیسا کہ واقعات بتلاتے ہیں - کہ نجدیوں نے طائف اور مکہ میں سختی کی - تو میں زور کے ساتھ کہتا ہوں - کہ ایسا نہ کریں - اور یہ میں اسلام کی خاطر اور نجدیوں کے فائدہ کے لئے کہتا ہوں - کیونکہ سختی سے اسلام کی عزت پر حرف آتا ہے - اور اسلام کے متعلق جو یہ بات کہی جاتی ہے - کہ وہ دلائل کے زور سے پھیلا اور اپنی عمدہ تعلیم کے سبب اس نے دنیا میں اشاعت پائی - اس میں شک پڑ جاتا ہے اور لوگ نجدیوں سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں - پس انہیں چاہیئے کہ بجائے سختی کے دلائل سے کام لیں - اور یاد رکھیں سختی وہ کام نہیں کر سکتی جو دلائل کر سکتے ہیں *

آئندہ کی امید

جو کچھ اس وقت تک ہو چکا ہے سب کو معلوم ہے - مگر آئندہ کے لئے امید دلائی جاتی ہے - کہ ایسا نہیں ہوگا - بہت اچھا - اگر آئندہ ایسا نہیں ہوگا - اور آئندہ اس قسم کی سختی جو اب تک کی گئی نہ کی جائیگی بلکہ دلائل سے کام لیا جائے گا - تو ہم کہتے ہیں کہ ہم بھی اس کام میں ان کے ساتھ ہونگے اور ان کی تائید کرینگے *

آئندہ کیلئے ابن سعود کا رویہ ذمہ وار ہے

ابھی یہ خبر چھپی ہے - کہ مدینہ طیبہ ابن سعود کے قبضہ میں آگیا ہے - اگر یہ خبر صحیح ہے (کیونکہ بعض دفعہ خبریں غلط بھی ہوتی ہیں اور ان کی بعد ازاں تردید ہو جاتی ہے اور اس خبر کی ابھی تک دوسرے ذرائع سے تصدیق نہیں ہوئی) کہ فی الواقع مدینہ طیبہ پر ابن سعود کا قبضہ ہو گیا ہے - اگر انہوں نے وہاں کے لوگوں کے مشرکانہ عقائد کی تردید غیر متشددانہ طریق پر کی - تو ہم یہ سمجھینگے - کہ ان کا یہ فعل تبدیلئے حالات پر دلالت کرتا ہے - پس اگر انہوں نے قبول وغیرہ پر دست درازی نہ کی - اور وہاں کے مقامات کو نقصان نہ پہنچایا اور لوگوں کے امن میں خلل نہ پیدا کیا - بلکہ ان کی حفاظت کرنی شروع کی - اور دلائل سے عمدہ تعلیم سے اور عمدہ نمونہ سے ان لوگوں میں توحید پھیلائی - تو ہم نہ صرف یہ سمجھیں گے - کہ ان کا یہ فعل تبدیلئے حالات پر دلالت کرتا ہے - بلکہ ہم ان کی مدد بھی کرینگے *

خانہ کعبہ و مسجد نبوی کے متعلق خاص حکم

میرے نزدیک کسی حکومت کیلئے جائز نہیں کہ وہ مذہبی معاملات میں زبردستی کرے یا زبردستی کسی قوم کے قابل احترام مقامات کو گرائے یا ان پر قبضہ کرے پس ایک اسلامی حکومت کیلئے یہ درست نہیں کہ وہ اپنے علاقے کے مسلمانوں کی عبادت گاہوں یا قابل احترام مقامات کو گرا کر ملک میں فتنہ پیدا کرے - لیکن ہاں میرے نزدیک دو مقام ایسے ہیں جن میں اگر کوئی مشرکانہ فعل ہوتا ہو تو اسلامی حکومت کے لئے جائز ہے - کہ جبراً اس میں دست اندازی کرے - اور ان مقامات کو اپنی حفاظت اور نگرانی میں رکھے - ان مقامات مقدسہ میں سے ایک تو خانہ کعبہ ہے اور دوسرا مسجد نبوی - مسلمانوں کی دست اندازی ان میں جائز ہے - اور ایک اسلامی حکومت کا حق ہے کہ ان پر اپنا قبضہ رکھے - وہ بہرحال اسلامی حکومت کے قبضے میں رہنے چاہئیں - اور اس قبضہ کی غرض صرف حفاظت ہونی چاہیئے - نہ کہ ان کے استعمال میں کسی قسم کی مشکل پیدا کرنا پس ان دونوں مقامات پر اسلامی حکومت کا قبضہ رہنا چاہیئے - جو یہ دیکھتی رہے - کہ ان کی حفاظت کما حقہ ہو رہی ہے یا نہیں - اور ان میں کوئی فعل شریعت کے خلاف تو نہیں کیا جاتا - اگر کیا جاتا ہو - تو اسے جبراً روک دے مثلاً اگر خانہ کعبہ میں بت پرستی ہوتی ہو یا قبریں پوجی جاتی ہوں - اور اسی طرح مسجد نبوی میں بھی کوئی مشرکانہ فعل ہوتا ہو - تو میں کہوں گا کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے اور اس حکومت کا کہ جس کے قبضہ میں یہ دونوں مقام ہوں حق ہے - کہ لوگوں کو وہاں ایسا کرنے سے جبراً روک دے *

قبروں کی حقیقت

مکہ اور مدینہ میں بہت سی قبریں بنی ہوئی ہیں - جن کا احترام کیا جاتا ہے - اسمیں کچھ شک نہیں کہ ان میں سے پچاس فیصدی سے بھی زیادہ فرضی ہیں اور یہ محض ڈھکوسلے ہیں کہ یہاں فلاں صحابی دفن ہوئے اور یہاں فلاں صحابیہ - جب میں حج کے لئے وہاں گیا تو میں انکو دیکھکر حیران رہ گیا - لوگوں نے بعض قبریں یونہی بنا رکھی ہیں - کوئی تاریخی ثبوت انکے متعلق نہیں ہے - اور خود وہاں کے اہل علم لوگوں کا خیال ہے - کہ ان میں سے چند قبریں اصلی اور سچی ہیں باقی سب فرضی - وہ جن لوگوں کے قبضہ میں ہیں - وہ ان کے متعلق عجیب عجیب قسم کی برکتوں کا ذکر کرتے ہیں - مگر یہ برکتیں ان برکتوں کے طور پر ہیں جو مندر کی برکتوں کی طرح ہوتی ہیں یا جو عقیدہ کے طور پر مانی جاتی ہیں - اور ان کی کوئی اصلیت نہیں ہوتی - اور ان کی مثال بالکل اسی طرح کی ہے جس طرح کہ یہاں پیروں کی گدیاں ہوتی ہیں - مگر اس صورت میں بھی یہ مناسب اور جائز نہیں - کہ سختی اور تشدد سے کام لیا جائے - بلکہ ان لوگوں کو ایسی تعلیم دینی چاہیئے - کہ انہیں ترک کر دیں - مگر خانہ کعبہ میں اگر ایسا ہو تو جو حکومت ہو گی میرے نزدیک اس کا فرض ہو گا - کہ وہ وہاں سے لوگوں کو اس قسم کی باتوں سے روک دے اور مسجد نبوی بھی ایسی ہی ہے - اس میں بھی اس قسم کی باتیں ہوں - تو اس کے متعلق بھی حکومت کا فرض ہے کہ روک دے *

مقبرہ رسول کریم (صلعم) کی حیثیت

بعض لوگ جب دوسری قبروں کے متعلق یہ دیکھتے ہیں - کہ وہ شرک کا منبع بن رہی ہیں - تو انہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقبرہ کے متعلق بھی یہی خیال گذرتا ہے - کہ اس سے بھی شرک پیدا ہوتا ہے - مگر اس کے متعلق ان کا یہ خیال کرنا غلطی ہے - کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک پر جو گنبد بنایا گیا ہے وہ اس لئے نہیں کہ اس سے روضہ کی شان بڑی بنا کر پرستش کی جائے بلکہ وہ اس لئے بنایا گیا تھا کہ شرک نہ ہو - رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کو چھپانے کیلئے اس پر گنبد بنایا گیا تھا پس اس گنبد سے یہ قیاس کرنا کہ اس سے شرک پیدا ہوتا ہے - سراسر غلطی ہے - وہ تو بنایا ہی اس لئے گیا تھا - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کو چھپا دیا جائے - تاکہ آنکھوں کے سامنے ہونے کی وجہ سے ایسے جذبات نہ پیدا ہو جائیں جو مشرکانہ حرکات سرزد کرا دیں - جبکہ اسکی غرض ہی یہ تھی کہ آپ (صلعم) کی قبر کو چھپا دیا جائے تا اس کے ذریعہ شرک نہ پھیلے تو اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس سے شرک پھیلتا ہے میری رائے میں کہنے والوں کی کمی تدبر اور قلت عقل پر دلالت کرتا ہے - پس میں پھر کہتا ہوں - کہ کسی اعزاز کیلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر گنبد نہیں بنایا گیا بلکہ اس کی حفاظت کیلئے بنایا گیا اور اس غرض کیلئے بنایا گیا کہ تا آپ (صلعم) کی قبر چھپی رہے - کسی اعزاز کیلئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر گنبد کی محتاج نہیں - اعزاز اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ بجائے خود ہے اور کسی بیرونی کوشش سے نہیں ہو سکتا - پس اس کے لئے کسی گنبد کی یا کسی اور شے کی ضرورت نہ تھی *

جسد رسول کریم (صلعم) کی حفاظت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب زندہ تھے - اس وقت صحابہ آپ (صلعم) کی حفاظت کرتے تھے - پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپ (صلعم) کی وفات کے بعد دشمنوں سے بچانے کیلئے آپ (صلعم) کے جسم مبارک کی حفاظت مسلمان نہ کریں - جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں دشمن تھے - اسی طرح آپ (صلعم) کی وفات کے بعد بھی آپ (صلعم) کے دشمن ہیں جو آپ (صلعم) کے جسم مبارک کو بے حرمت کرنے کی ناپاک خواہش رکھتے ہیں - وہ لوگ جو روضۂ مبارک پر اعتراض کرتے ہیں - اور کسی صورت میں بھی اس کا بنانا جائز نہیں قرار دیتے - کیا وہ حدیثوں میں نہیں پڑھتے کہ صحابہ باری باری آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان پر پہرہ دیتے تھے - کئی حدیثیں موجود ہیں - جو بتاتی ہیں - کہ صحابہ کرام آپ کی ہر وقت اور ہر طرح حفاظت کرتے تھے - پھر کیا حدیثوں میں یہ نہیں ہے کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ میں جاتے تھے - تو صحابی آپ (صلعم) کے آگے پیچھے دائیں بائیں رہتے تھے اور آپ (صلعم) کی ہر ممکن ذریعہ سے حفاظت کرتے - کیونکہ سب سے زیادہ زور دشمنوں کا آپ (صلعم) ہی کی ذات پر ہوتا تھا - اور سب سے بہادر وہی سمجھا جاتا تھا - جو آپ کے قریب رہتا تھا - تو جب آپ (صلعم) زندہ تھے اور آپ (صلعم) کے جسم کی حفاظت کی از حد ضرورت تھی تو جب آپ (صلعم) وفات پا گئے - اس وقت آپ (صلعم) کے جسم کی حفاظت کی کیوں ضرورت نہیں - پس آپ (صلعم) کی قبر پر جو گنبد ہے - وہ حفاظت

کے لئے بنایا گیا ہے۔ نہ کہ احترام کے لئے اور نہ اس بات کے لئے کہ اسے شرک کا منبع بنایا جائے۔ یہ آپؐ کی قبر کے گنبد اور دوسری قبروں کے قبوں میں فرق ہے۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ زید یا بکر کی قبر پر جو گنبد بنایا گیا ہے۔ وہ اس لئے بنایا گیا ہے۔ کہ اس طرح اس قبر کا احترام قائم ہو۔ زید بکر عمر کی قبریں شاید اس طرح احترام کی محتاج ہوں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اس قسم کی احتیاج سے مستغنی ہے۔ پس اس پر جو گنبد بنایا گیا ہے۔ وہ صرف حفاظت کے لئے ہے۔ اور کون ہے ایسا شخص جو مسلمان کہلاتا ہو۔ اور پھر ہر وہ بات کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ جو آپؐ کے جسم کی حفاظت کے لئے ضروری ہو۔ یا جو بات آپؐ کے جسم کی حفاظت کے واسطے کی گئی اس کو رد کرنے کی کوشش کرے۔ یقیناً کوئی ایسا مسلمان نہ ہوگا۔ جو آپؐ کے جسم کی حفاظت نہ کرنا چاہتا ہو۔ یا جس طریق سے اس کی حفاظت کی گئی ہو۔ اس کو ناپسند کرتا ہو۔

دشمنوں کی کوششیں

اگر مخالفوں کی ان کوششوں اور ان منصوبہ بازیوں پر نظر کی جائے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر سے آپؐ کے جسم مبارک کو نکال لینے کے متعلق کی گئیں۔ تو آپؐ کے جسم کی حفاظت کا سوال اور بھی اہم ہو جاتا ہے۔ اور تقاضا کرتا ہے کہ آپؐ کے جسم کی حفاظت کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کی جائے۔ دشمنوں کی طرف سے اس قسم کی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ کہ سرنگ لگا کر آپؐ کے جسم کو قبر میں سے نکال لیا جائے۔ اور عجائب گھر میں رکھا جائے۔ ایسا ہی اور بیسیوں قسم کے منصوبے دشمنوں کی طرف سے ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی حالت میں آپؐ کی قبر کی حفاظت کرنا۔ اور اس پر گنبد بنا کر اُسے محفوظ کر دینا شرک نہیں ہوگا۔ بلکہ عین اسلام ہوگا ۞

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ مگر کیا محبت کے یہی معنے ہوتے ہیں۔ کہ جس کے ساتھ محبت کی جائے۔ اس کے مرنے کے بعد اس سے محبت کرنا چھوڑ دیا جائے۔ خالص محبت کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ جس طرح زندگی میں اس کے ساتھ محبت کی جائے۔ اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس کے ساتھ محبت کی جائے۔ یہ نہیں کہ جب تک وہ زندہ رہا۔ محبت کرتے رہے۔ اور جب وہ مر گیا تو محبت بھی مر گئی۔ پھر یہاں تو معاملہ ہی اور ہے۔ یہاں نہ صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا سوال ہے۔ بلکہ آپ کے احسانات کا بار گراں بھی ہمارے سروں پر ہے۔ اس صورت میں کیا یہ ضروری نہیں۔ کہ ہم آپؐ کے بعد آپؐ کے جسم مبارک کی کما حقہٗ حفاظت کریں۔ آپ کی تو یہ شان ہے۔ کہ خدا تعالےٰ بھی فرماتا ہے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی اگر تم یہ چاہتے ہو۔ کہ خدا سے محبت کرو۔ تو اس کا یہ طریق ہے۔ کہ اس کے رسول سے محبت کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اللہ تمہارے ساتھ محبت کرے گا۔ پس آپؐ سے اصل محبت کرنے والا وہی شخص ہوگا۔ جو خدا کے بعد ہر ایک چیز سے بڑھ کر آپؐ سے محبت کرنے والا ہو۔ اگر ہم یہ دعوےٰ کرتے ہیں۔ کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ تو ہمیں یہ بات ثابت کر دینی چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کے سوائے ہمارے دلوں میں اور کسی چیز کی محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر نہیں ۞

کیا حدیثوں میں نہیں آیا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ آپؐ مجھے بہت پیارے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کیا جان سے بھی بڑھ کر میں پیارا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ نے کہا۔ ایسا تو نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب تک میں تمہیں جان سے بڑھ کر پیارا نہ لگوں۔ تب تک تمہارا ایمان بھی کامل نہیں ہو سکتا۔ تو جب ایمان کے لئے بھی یہ ضروری ہے۔ کہ آپؐ کی محبت سب سے زیادہ ہو۔ تو پھر کیونکر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ آپؐ کے مرنے کے بعد آپؐ کے جسم سے اگر محبت نہ بھی ہو۔ تو کوئی حرج نہیں۔ پس کیا بلحاظ آپؐ کے احسانات کے اور کیا بلحاظ اس ایمان کے جو ہم میں پیدا کیا گیا۔ ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم آپؐ کے جسم کی حفاظت آپؐ کی وفات پانے کے بعد بھی اسی طرح اور اسی محبت سے کریں۔ جس طرح اور جس محبت کے ساتھ کہ آپؐ کی زندگی میں آپؐ کے جسم اور جان کی حفاظت کی جاتی تھی۔ اور آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے جسم کی حفاظت کرنا یہی ہے۔ کہ اسے دشمنوں کی منصوبہ بازیوں اور ان کی شرارتوں سے بچایا جائے ۞

بچہ کی قبر کے متعلق جوش

مجھے حیرت ہے۔ کہ وہ لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ وفات کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار کی حفاظت کی ضرورت نہیں۔ اور اس کے احترام کی حاجت نہیں۔ حالانکہ ان کے بڑے تو بڑے اگر ایک بچہ بھی مر جاتا ہے۔ تو وہ اس کے بے جان جسم کی حفاظت کے لئے سب کچھ ہی کرتے ہیں۔ کیا ایک چند دن کا چھچھوڑا بھی جو مر جاتا ہے۔ اس کے جسم کو احتیاط کے ساتھ زمین میں دفن نہیں کیا جاتا۔ اور اس کی قبر کی حفاظت نہیں کی جاتی۔ اگر کی جاتی ہے۔ تو کیا یہ شرک ہے۔ کیا ہم پسند کرتے ہیں۔ کہ کوئی جا کر ہمارے بچہ کی قبر کھود ڈالے۔ اگر کوئی ایسا کرے۔ تو کیا اس وقت ہمیں تکلیف نہیں ہوگی۔ پس اگر ایک بچے کی قبر کو ملیا میٹ کرنے کے لئے کوئی شخص ہاتھ اٹھاتا ہے۔ تو ہمارا جوش انتہائی درجہ پر آ جاتا ہے۔ اور وہ محبت جو اس کے لئے ہمارے دل میں مرنے کے بعد بھی ہوتی ہے۔ ہمیں مضطرب کر دیتی ہے تو جب ایک بچے کے لئے جس کی کوئی بھی قدر و قیمت نہیں ہوتی ہمیں جوش آ جاتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار کے لئے کہ جن کی قدر و قیمت کی کوئی حد ہی نہیں۔ ہمیں جوش پیدا نہ ہو۔ پس وہ موحد قوم جس نے شرک کی بعض کڑیوں کو توڑ دیا۔ اس پر غور کرے اور دیکھے کہ وہ اپنے اس فعل سے کیا بات ثابت کر رہی ہے۔ اور حفاظت کے سوال کو کس حد تک مدنظر رکھ رہی ہے ۞

ممکن حفاظت ضروری ہے

یہاں تو ایک گنبد کیلئے شور برپا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ حفاظت کے لئے اگر ایک سے زیادہ گنبد بھی بنانے پڑیں۔ تو بنانے چاہئیں۔ جس قدر بھی ہم آپؐ کے جسم کی حفاظت کر سکیں۔ اتنی کرنی چاہیئے۔ آج کل ہوائی جہازوں اور توپ کے گولوں اور دیگر اسی قسم کی ایجادوں سے پل بھر میں ایک عالم کو تباہ کر دیا جا سکتا ہے۔ اس لئے آپؐ کی قبر کی حفاظت کا سوال اور بھی اہم ہو گیا ہے۔ پس اگر ان ہوائی جہازوں۔ توپ کے گولوں اور سرنگوں وغیرہ کے ذریعے آپؐ کے جسم کو نکال لے جانے کے منصوبوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اور بھی گنبد بنانے پڑیں۔ اور اگر اور بھی ایسی تدابیر اختیار کرنی پڑیں جن سے کما حقہٗ حفاظت ہو جائے۔ تو وہ شرک نہیں ہوگا۔ بلکہ عین اسلام ہوگا۔ بیشک جو حکومت وہاں ہو۔ وہ ان لوگوں کو جو مشرک ہوں شرک کرنے سے روکے یا ان کو وہاں سے نکال دے۔ مگر مزار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے پورے سامان کئے جائیں۔ پس اگر ابن سعود ایسا کریں یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار کی حفاظت ہر طرح کریں۔ اور ویسا ہی دوسرے ضروری مقامات کی بھی۔ تو ہمیں ان سے اتفاق ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ایک حد تک اصلاح کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں ۞

قبوں کے متعلق اتفاق و اختلاف

ان چیزوں سے جو مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ یا جن کی غرض نصیحت یا عبرت دلانا ہوتی ہے۔ ہمیں ایک حد تک اتفاق بھی ہے۔ اور ایک حد تک اختلاف بھی۔ اتفاق تو اس لئے ہے۔ کہ یہ حفاظت کی غرض اور بعض دوسری مفید غرضوں کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہیں۔ اور اختلاف ان کی پرستش کے متعلق ہے۔ اور شرک پھیلنے کے لئے ہے۔ اور یہ اختلاف خود حنفیوں میں بھی ان مقامات کے متعلق موجود ہے۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ ایک گروہ ان کے ذریعے شرک میں پھنس رہا ہے پس ہمارا حق ہے۔ کہ ہم انہیں سمجھائیں۔ اور اس غلط طریق سے جسے وہ اختیار کر رہے ہیں بچائیں۔

حضرت عمرؓ کا درخت کٹوانا

باقی یہ کہنا۔ کہ چونکہ حضرت عمرؓ نے اس درخت کو جس کے نیچے صلح حدیبیہ کے وقت بیعت ہوئی تھی۔ کاٹ ڈالا تھا اس لئے قبوں کو بھی گرا دینا چاہیئے۔ درست نہیں۔ معلوم نہیں اس وقت کیا حالات تھے۔ اور حضرت عمرؓ کو کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ اور اس درخت کے قائم رہنے سے واللہ اعلم ان کے نزدیک کیا خطرہ تھا۔ اب یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ چونکہ حضرت عمرؓ نے اس درخت کو کاٹ دیا تھا۔ اس لئے ہم اب تمام مقبروں اور تمام قبوں اور تمام قبروں اور تمام ان مقامات کو گراتے ہیں۔ جو کسی نہ کسی وجہ سے اس قابل ہیں۔ کہ قائم رہیں۔ خواہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی کسی کی بنیاد کیوں نہ رکھی ہو۔ یا خواہ خدا تعالےٰ نے ہی اُسے اپنے شعائر میں سے کیوں نہ قرار دیا ہو۔

شعائر اللہ کی حفاظت

پس ایسی باتیں اس قوم کے منہ سے اچھی نہیں لگتیں۔ جو شرک کے مٹانے کا دعوےٰ رکھتی ہو۔ کیونکہ شرک تو اس لئے مٹایا جاتا ہے کہ توحید پھیلے۔ لیکن جب توحید ہی کو پھیلانے کے ذرائع منقطع کئے جائیں۔ تو پھر یہ بات کہ ہم شرک کو مٹاتے ہیں۔ صرف دعویٰ ہی دعویٰ رہجاتی ہے۔ پس میں کہتا ہوں کہ شرک کو مٹاؤ۔ لیکن شرک کو مٹاتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نشانات اور شعائر اللہ نہ گراؤ۔ اور ان مقامات کو ملیا میٹ نہ کرو۔ کہ جن کو دیکھکر ایک شخص کے دل میں توحید کی لہر پیدا ہوتی ہے۔ پس وہ قوم جو اہلحدیث کہلاتی ہے اور جس کا بڑا دعوےٰ شرک کی بیخ کنی ہے۔ وہ بیشک شرک کے مٹانے کے لئے کوشش کرے۔ اور ہم اس کوشش میں اس کے ساتھ ہیں۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے وہ یہ نہ کرے کہ شعائر اللہ پر ہی کلہاڑا رکھ دے۔ یا ان مقامات کی بنیادوں میں ہی پانی پھیر دے جن سے روایات اسلامی وابستہ ہیں۔ لیکن اگر اس کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ سب قبروں کو گرا دیا جائے اور سب مقبروں کو مسمار کر دیا جائے۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر جو گنبد ہے اُسے بھی ہٹا دیا جائے۔ تو پھر میں کہتا ہوں۔ کہ انہیں صفا و مروہ کو بھی مٹا دینا چاہیئے۔ جن پر حضرت ہاجرہؓ بیقراری کے ساتھ دوڑیں۔ اور ان کی تتبع میں اب بھی حج کے موقعہ پر لوگ ان کے درمیان دوڑتے ہیں۔ پھر خانہ کعبہ کو بھی گرا دینا چاہیئے کہ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا۔ اور پرانی روایات کو برقرار رکھنے کے لئے بنایا۔ اور ایسا ہی دوسرے ان سب مقامات کو بھی گرا دینا چاہیئے۔ جن پر خدا کا جلال ظاہر ہوا۔ کیونکہ لوگ ان کو مقدس سمجھتے اور ان کا احترام کرتے ہیں؛

شعائر اللہ کا فائدہ

ان مقامات پر لوگ اس لئے جاتے ہیں۔ کہ دلوں میں روحانیت پیدا کریں۔ اور یہ خیال کرکے کہ یہاں خدا کا جلال ظاہر ہوا خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا قائم رہنا توحید الٰہی پر ایمان لانے کے لئے ضروری ہے نہ کہ مضر۔ پس وہ قوم جو مقابر وغیرہ کو گرا دینا چاہتی ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ دیکھے۔ لوگ کس نیت سے وہاں جاتے ہیں۔ ان کی نیت میں روحانیت پیدا کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ جب دیکھتے ہیں۔ کہ یہ وہ مقام ہے جس پر خدا کا جلال ظاہر ہوا تھا۔ اور یہ وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدا نے مدد کی تھی۔ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں حضرت ہاجرہ نے خدا کے لئے خطرات میں قیام کیا تھا۔ تو ان کے ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ ان کے اندر روحانیت بڑھتی ہے۔ ان کے دلوں میں خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر لوگوں کا ان مقامات پر جانا شرک ہو تو سب سے پہلے خانہ کعبہ کو اڑا دو۔ کہ لوگ وہاں بھی جاتے ہیں۔ پھر صفا اور مروہ کو مٹا دو۔ کہ حضرت ہاجرہؓ کی اسی بیکلی اور اضطراب کی یاد میں لوگ اب بھی وہاں دوڑتے ہیں۔ جو انہیں اپنے بچے کیلئے پانی تلاش کرتے وقت ہوئی تھی۔ اور جس کو دیکھکر خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ ہاجرہؓ! جا آرام سے بیٹھ ہم نے تیرے بچے کے لئے پانی پیدا کر دیا۔ کیونکہ جب دوسری جگہوں پر محض جانا شرک ہے۔ تو ان جگہوں پر جانا بھی شرک ہو سکتا ہے۔ پس اُن کے ساتھ ان کو بھی گرا دینا چاہیئے۔ مگر میں پھر کہتا ہوں کہ لوگ وہاں شرک کے لئے نہیں جاتے۔ وہ ان مقامات کے اعزاز واکرام کے لئے ان پر نہیں جاتے۔ ان کی نیت روحانیت پیدا کرنے کی ہوتی ہے۔ اگر احترام اور اعزاز واکرام کے لئے لوگ جاتے تو جوتیاں پہن کر صفا و مروہ پر کیوں دوڑتے پھرتے۔ پھر وہاں لوگ کھاتے پیتے بھی ہیں۔ اور وہیں چھلکے بھی پھینک دیتے ہیں۔ پس اگر محض اعزاز واکرام مدنظر ہوتا۔ تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے۔ کہ اس مقام پر جوتے پہنے چلے جاتے۔ اور وہیں چھلکے پھینکتے۔ اور کوڑا کرکٹ بھی پھیلاتے۔ پس وہ اس لحاظ سے وہاں جاتے ہیں۔ کہ یہاں خدا کا جلال ظاہر ہوا تھا۔

"الشجرہ" میں ہرگز نہ کٹواتا

گرانے اور منہدم کرنے کا عقیدہ رکھنے والوں کے پاس بڑی سے بڑی دلیل اس شجر کی ہے۔ جس کے نیچے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت رضوان لی۔ مگر وہ واقعات اس وقت ہمارے سامنے نہیں۔ جو حضرت عمرؓ کے وقت میں پیش آئے اور نہ ہی وہ واقعات اس وقت موجود ہیں۔ میں اس وقت کے حالات کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر میں یہ بات بغیر کسی قسم کے ڈر کے کہتا ہوں۔ کہ میرے سامنے اگر یہ واقعہ ہوتا۔ اور مجھ سے اس کے کاٹنے کے متعلق پوچھا جاتا۔ تو میں یہی کہتا۔ کہ اس درخت کو ہرگز نہیں کاٹنا چاہیئے۔ اگر کوئی اس کے ذریعہ شرک کرتا ہے تو اسے روکنا چاہیئے۔ لیکن اس درخت کو جس پر خدا کا جلال ظاہر ہوا۔ اور جس کے نیچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا ایک اور نشان نظر آیا۔ مطلقاً نہیں کاٹنا چاہیئے۔ بلکہ اس کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ کہ وہ دیر تک قائم رہ سکے۔ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے میں پھر کہتا ہوں۔ کہ ان حالات کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن میں یہ ضرور کہتا ہوں۔ کہ اس درخت کو نہیں کاٹنا چاہیئے تھا۔ ہاں شرک کے پھیلنے کا اگر کوئی خطرہ اس کے وجود سے پیدا ہو گیا تھا۔ تو اُسے دور کیا جا سکتا تھا۔ ممکن ہے کوئی ایسا ہی خطرہ پیدا ہو گیا ہو جس سے اس کا نہ رکھنا ہی حضرت عمرؓ نے مناسب جانا ہو۔ ورنہ کسی معمولی سی بات کے لئے حضرت عمرؓ جیسے انسان سے یہ اُمید نہیں ہو سکتی کہ وہ اس درخت کو کاٹ دیتے۔

یہ درخت جسکے نیچے صلح حدیبیہ کے سے اہم موقعہ پر بیعت لی گئی۔ معمولی درخت نہیں۔ بلکہ شعائر اللہ میں سے تھا۔ اور شعائر اللہ سے جس حد تک ایمان میں تازگی اور دلوں میں روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ اسکا اعتراف اہلحدیث گروہ کو بھی ہوگا۔ پس جو شخص اس کے پاس اس نیت سے جاتا کہ ایمان میں مضبوطی پیدا ہو اور خدا تعالےٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی جگہ کو دیکھنے سے روحانیت پیدا کرے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ ایک نیک کام کرتا۔ پس میں یقین کرتا ہوں۔ کہ جو کوئی بھی اس درخت کے پاس اسے شعائر اللہ سمجھکر جاتا ہوگا۔ وہ ایمان سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ لوٹتا ہوگا۔ نہ کہ شرک کرتا ہوگا۔

صفا اور مروہ پر خدا کا نشان

صفا اور مروہ اور بعض دوسرے مقامات شعائر اللہ میں سے ہیں۔ اور جو ان پر اعتراض کرتا ہے۔ وہ ان پر اعتراض نہیں کرتا۔ بلکہ قرآن کریم پر کرتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ صفا اور مروہ کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ ان پر میرا نشان ظاہر ہوا۔ اور یہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ یہاں حضرت ہاجرہؓ اکیلی دوڑی تھیں۔ جہاں میلوں تک پانی نہ تھا۔ اور اس وقت جو بیقراری اور اضطراب انہیں تھا اسکو دیکھکر خدا تعالےٰ نے کہا تھا۔ کہ ہاجرہ! صبر کر۔ تو نے میرے لئے وطن کو چھوڑا۔ میں تیرے لئے یہاں پانی پیدا کرتا ہوں۔ پس خدا نے اس مقام پر کہ جہاں سینکڑوں میلوں تک پانی نہ تھا۔ حضرت ہاجرہ اور ان کے بچے کے لئے ان کے اضطراب اور بے چینی کو دیکھکر پانی پیدا کیا۔ اور پانی پیدا نہیں کیا بلکہ اپنا نشان دکھلایا۔ کہ میں قادر مطلق ہوں۔ اور یہ میری

قدرت میں ہے کہیں ان مضطرب اشخاص کیلئے لق و دق میدان میں بھی کہ جہاں لوگ پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرجاتے ہیں۔ اپنی قدرت سے پانی پیدا کر سکتا ہو۔ پس وہاں حضرت ہاجرہ اضطراب میں دوڑیں۔ اور دوڑتے ہوئے اسی اضطراب کے ساتھ خدا تعالےٰ سے عرض بھی کرتی رہیں کہ تو ہی ہے۔ جو کچھ کر سکتا ہے۔ سو ان کی یہ حالتِ زار خدا کے رحم کو جوش میں لانے والی ہوئی۔ جس کے ذریعہ اس کا جلال دنیا پر آشکارا ہوا۔ پس وہاں کا تو پتھر پتھر اک نشان ہے۔ اور پھر ان پہاڑیوں کے متعلق تو خود خدا نے بھی فرما دیا ہے۔ کہ وہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ اب جس طرح صفا و مروہ پر خدا کا نشان ظاہر ہوا۔ اور وہ شعائر اللہ بن گئے۔ اسی طرح وہ درخت بھی شعائر اللہ بن گیا۔ جس کے نیچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر حدیبیہ کے موقع پر بیعت کی گئی۔ پس ان مقامات پر جہاں خدا کا نشان ظاہر ہوا جانے سے ایک شخص کے دل میں روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ایمان میں تازگی آتی ہے اس کے اندر خشیت اللہ پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ نصیحت کا اگر موقعہ ہو تو نصیحت پکڑتا ہے۔ اور عبرت کا اگر موقعہ ہو تو ان سے عبرت حاصل کرتا ہے۔

رسولِ کریمؐ کا قبروں پر دُعا کرنا

اگر کسی کو اس کے ساتھ اتفاق نہیں اور وہ یہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کہ ان مقامات سے یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ تو کیا وہ اس بات سے بھی انکار کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قبروں پر جایا کرو۔ تا عبرت حاصل ہو۔ پھر قبروں پر دعائیں مانگنے کے لئے بھی فرمایا ہے۔ اور حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ آپؐ قبروں پر جا کر دعائیں کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرک نہیں تھے۔ آپؐ تو شرک مٹانے کے لئے آئے تھے۔ اور آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ پس آپؐ کا ایسا کرنا خود اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ کام شرک نہیں۔ بلکہ اس سے روحانیت بڑھتی اور خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ قبروں پر جا کر جب انسان یہ دیکھتا ہے۔ کہ یہ انجام ہے انسان کا۔ تو اُسے عبرت حاصل ہوتی ہے۔ کہ ایک دن میرا بھی یہی انجام ہوگا۔ اس سے اس کے دل میں خدا کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک انسان جو اپنی طاقت اور اپنی دولت کے لحاظ سے فرعون بنا پھرتا ہے۔ جب وہ قبروں میں سے گذرتا ہے۔ تو اسے اپنا انجام یاد آجاتا ہے۔ اور وہ فرعونیت کو چھوڑ دیتا ہے۔ یا تو اس پر کسی کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ یا یہ حال ہوتا ہے کہ اس کے دل میں خشیت خدا پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا دل نرم ہو جاتا ہے۔ اور وہ ان سب دل کو فانی اور اپنی ہستی اور زندگی کو زوال پذیر سمجھ کر خدا [illegible] جھک جاتا ہے۔ اور ایسی عبرت حاصل کرتا ہے۔ کہ اس کے اندر ایک حیرت ناک تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ پس یہ ثابت شدہ بات ہے کہ ایسے مقامات کا اثر انسان کی طبیعت پر ہوتا ہے۔

مقامِ عبرت کا اثر

حدیثوں میں آتا ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ صحابہ جب اس مقام پر سے گذرے۔ جہاں قوم ثمود پر عذاب نازل ہوا تھا۔ تو فرمایا۔ اس رستہ سے نہ گذرو۔ اور اگر گذرتے ہو۔ تو روتے ہوئے گذرو۔ اور اگر کسی نے اس حصہ کے پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے۔ تو اسے پھینک دو۔ کیونکہ یہاں خدا کا عذاب نازل ہوا تھا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اس جگہ سے جہاں خدا کا عذاب نازل ہوا۔ آپؐ نے اُسی طرح خوف کھایا۔ جس طرح کہ آپؐ نے اس جگہ سے خوشی حاصل کی۔ جہاں خدا کا جلال ظاہر ہوا۔ اب اگر کوئی کہے۔ کہ جگہوں میں کیا گھس گیا ہے۔ کہ ان کی طرف خاص توجہ کی جائے یا ان کا احترام کیا جائے۔ تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔ اُسے نہیں معلوم کہ خدا تعالےٰ نے اپنی مصلحتوں کے ماتحت انہیں اپنے بعض نشان دکھانے کے لئے مخصوص کر لیا۔ اور ان میں سے بعض کو شعائر اللہ قرار دیدیا۔ پس جب خدا تعالےٰ ان کو مخصوص کرتا ہے۔ تو کیا بندہ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جس جگہ خدا کا جلال ظاہر ہو۔ اس جگہ کی عزت کرے۔ اور جس جگہ پر اس کا غضب بھڑکا اور عذاب نازل ہوا ہو۔ اس جگہ سے خوف کھائے۔ خدا تعالےٰ جب خود بعض مقامات کو شعائر اللہ میں سے قرار دیتا ہے تو یہی بات اس امر کے لئے کافی ہے۔ کہ شعائر اللہ کا احترام ضروری ہے:۔

شعائر اللہ کی زیارت کا اثر

پھر یہی نہیں کہ یونہی ان مقامات کا احترام ضروری قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ اس کی ایک حقیقت بھی ہے۔ اور وہ حقیقت یہی ہے۔ کہ ان میں اگر عبادت کی جائے تو بہ نسبت دوسرے مقامات کے ایک خاص لذت محسوس ہوتی ہے۔ وہاں جب ایک شخص جاتا ہے۔ اور وہ جب اس بات کا خیال کرتا ہے۔ کہ یہاں خدا کا جلال ظاہر ہوا تھا۔ اور یہاں خدا نے اپنا نشان دکھایا تھا۔ تو اس کے دل کی عجیب حالت ہو جاتی ہے:۔ ایک شخص جب خانہ کعبہ میں عبادت کرتا ہے تو اسے خیال آتا ہے۔ کہ کجا یہ عظیم الشان شہر اور کجا وہ جنگل جہاں پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ وہ دیکھتا ہے۔ کہ اس بے آب وگیاہ میدان میں کیونکر خدا نے یہ شہر بسایا۔ تو کیا اس کے ایمان میں کوئی تازگی پیدا نہیں ہوتی۔ اور اس کی روحانیت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔ اور کیا جہاں وہ پہاڑ سامنے ہوں کہ جن پر خدا جلوہ آرا ہوا۔ جہاں وہ ٹیلے نظر آتے ہوں۔ کہ جن پر خدا کا جلال ظاہر ہوا۔ جہاں وہ ریتلا میدان دکھائی دیتا ہو۔ جس پر خدا کے کئی نشان ظاہر ہوئے۔ جہاں وہ مقامات نگاہ کے نیچے ہوں کہ جن پر خدا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد و نصرت کی۔ وہاں عبادت کرنے سے جو لطف آسکتا ہے وہ اور جگہ آسکتا ہے۔ پھر کیا ان چیزوں کا احترام ضروری ہے۔ یا نہیں۔ کیا ان کی حفاظت اور ان کے قیام کے لئے کوشش کرنا مناسب ہے یا غیر مناسب؟

ہم وہابیوں سے بڑھکر شرک کے دشمن ہیں

وہابیوں نے بیشک شرک کو مٹایا۔ مگر ہم یہ کہنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے۔ کہ اس شرک کو مٹاتے مٹاتے انہوں نے شعائر اللہ کی بے حرمتی بھی کی۔ اور پھر حضرت عیسیٰؑ کے ایک بت کو بھی قائم رکھا۔ جسے آخر ہم نے توڑا۔ پس وہابیوں سے بڑھکر ہم شرک کے دشمن ہیں۔ ہم نے نہ صرف حضرت عیسیٰؑ کے بت کو جسے وہابیوں نے بھی چھوڑ دیا تھا۔ توڑا۔ بلکہ اس کے سوا اور بھی بت توڑے۔ اور اور بھی کئی قسموں کے شرکوں کو مٹایا ہے۔ مگر ان بتوں کو توڑتے اور ان شرکوں کو مٹاتے ہوئے ہم نے شعائر اللہ کی بے حرمتی نہیں کی۔ اور کسی رنگ میں جبر بھی نہیں کیا۔ اور نہ ہی جبر کرنا ہم جائز سمجھتے ہیں۔ پھر ہم نے ان کی طرح یہ بھی نہیں کیا۔ کہ شعائر اللہ کے اندر جو عظمت ہے۔ اس کا انکار کر دیں۔ اور یہ کہدیں کہ یہ شرک ہے۔ کیونکہ شعائر اللہ کو ہی اگر شرک کہیں تو اسکا یہ مطلب ہوگا۔ کہ خدا نے خود (نعوذ باللہ) شرک کو پھیلایا۔ اور ایسا شائد وہابی بھی نہ کہیں۔ گو عملاً ان کے فعل کا یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ پس ہم تو وہابیوں سے بڑھکر شرک کے دشمن ہیں۔

خاص مقامات کی برکات

پس شعائر اللہ اگر شرک ہیں۔ تو مکہ معظمہ اور مسجد نبوی بھی پھر شرک ہے۔ اُن کی طرح ان کو بھی گرا دینا چاہئے مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان مقامات میں عبادت کرنے کا زیادہ ثواب آیا ہے۔ بہ نسبت دوسری مسجدوں کے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے۔ اور پھر صفا ومروہ اور منیٰ میں بھی ثواب ہوتا ہے۔ مگر کیوں ہوتا ہے۔ آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے۔ کیا یہی وجہ نہیں کہ خدا نے ان مقامات کو چن لیا ہے؟

پس جن مقامات کو خدا نے چن لیا۔ ان کے ساتھ اس نے خاص برکات کو بھی وابستہ کر دیا ہے اور اگر ایسی برکات جو ان جگہوں پر جمع ہو گئیں۔ کسی اور جگہ جمع ہو جائیں۔ تو خدا اُن کو ہی چن لیتا۔ مکہ کی اینٹوں اور پتھروں میں تو کچھ نہیں۔ اصل چیزیں برکات ہی ہیں۔ جو اس

جگہ جمع ہوگئیں۔ اور خدا نے اس مقام کو چُن لیا۔ پس ایسے موقعوں پر جاکر عبادت کرنے والا اسی لئے زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور یہ بھی ایک وجہ ہے ان مقامات کی حفاظت اور احترام کی۔ پس جو شخص ان کی حفاظت اور احترام کرتا ہے۔ وہ شرک نہیں کرتا۔ بلکہ توحید قائم کرتا ہے۔ ایسا ہی ان مقامات پر عبادتیں کرنا یا دعائیں مانگنا بھی عین توحید ہے۔

ہم مدد کریں گے

پس ہم نجدیوں کی غلطیوں پر انہیں نرمی سے آگاہ کرتے ہیں۔ اور انہیں ان کے ترک کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ اور انہیں کے فائدہ کے لئے کہتے ہیں۔ اور باوجود اس مخالفت کے جو تیس ۳۰ سال سے اہلحدیث ہماری کر رہے ہیں۔ اور باوجود ان تکلیفوں کے جو اب تک وہ ہمیں پہنچا رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم جب بھی دیکھینگے۔ کہ نجدی اپنی غلطیوں کی تلافی کرتے ہیں۔ تو شرک کے مٹانے اور توحید کے پھیلانے میں ہم ان کے ساتھ ہوں گے۔ اور ہم ان کی مدد کریں گے ؂

خلافت والوں کی مدد

باقی رہا یہ امر کہ خلافت والوں نے ہماری مدد کی ممکن ہے کہ یہ امر درست ہو۔ لیکن اگر کوئی مدد انہوں نے کی ہے تو وہ اکیلے اہل حدیثوں نے نہیں کی۔ حنفیوں نے بھی کی ہے۔ کیونکہ حنفی بھی خلافت کمیٹیوں میں شامل تھے گو اب الگ ہو رہے ہیں۔ اس لئے خلافت کمیٹی والوں کا یہ کہنا کہ ہم نے تمہاری مدد کی۔ اس حد تک درست نہیں۔ جس حد تک درست کو وہ بتاتے ہیں۔ ہم نے ان کی جو مدد دیکھی ہے۔ وہ تو یہ تھی کہ جب غیر احمدیوں کا جلسہ قادیان میں ہوا۔ تو بٹالہ سے خلافت کمیٹی کے والنٹیرز آئے جنہوں نے گلیوں میں پھر کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نہایت گندے شعر پڑھے۔ اور گالیاں دیتے رہے۔ اور پھر اسی پر بس نہ کیا۔ بلکہ ہمارے اشتعال دلانے اور ہمیں دکھ پہنچانے کے لئے اور بھی ایسی حرکات کرتے رہے۔ جو کہ مسلمان کہلانے والے کے ہرگز شایان شان نہیں تھیں۔ پھر میرے لیکچر میں جو امرتسر میں ہوا جو کچھ ان لوگوں نے کیا وہ بھی کو بھولا نہیں ہوگا۔ حالانکہ بات کچھ بھی نہیں تھی۔ مگر ان لوگوں کے ایک لیڈر نے خواہ مخواہ کہہ کر شور مچا دیا۔ ان شور مچانے والوں میں سب سے بڑا مولوی عطاء اللہ تھا۔ اور وہی یہ صاحب بھی تھے جنہوں نے اب یہ بات کہی ہے کہ خلافت کمیٹیوں نے احمدیوں کی مدد کی ہے۔ پھر اور بھی بہت سے واقعات ہیں جو اس قسم کے امور کو روشنی میں لا رہے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ہم پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ شرک کے مٹانے کے لئے اگر یہ لوگ کسی جائز طریق کو اختیار کریں۔ تو ہم ان کی مدد کریں گے ؂

کچھ ابن سعود کے متعلق

میں نے الفضل میں پچھلے دنوں ایک سلسلہ مضامین شروع کیا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ ان میں سے کسی میں میں نے لکھا یا نہیں لکھا۔ مگر میرا خیال تھا۔ کہ میں اس بات کو ظاہر کر دوں۔ کہ ابن سعود سے ہمیں زیادہ قرب ہے۔ میں جب مکہ میں گیا۔ تو اس گروہ کے آدمیوں سے ملا تھا۔ وہ شہری طرز کے ہیں۔ اور بہ نسبت دوسرے لوگوں کے ان کی باتیں زیادہ سنجیدہ تھیں۔ وہ بات کو نہایت معقول رنگ میں بیان کرتے تھے۔ یہ غلط ہے کہ وہ حنبلی ہیں۔ انہوں نے بتایا۔ عبدالوہاب پر یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ وہ حنبلی ہیں۔ حالانکہ اس کی تردید کی گئی ہے۔ اس پر میں نے پوچھا۔ کہ آپ لوگ پھر حنبلی کیوں کہلاتے ہیں۔ کہنے لگے چونکہ لوگ یہاں ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ اس لئے مجبوراً حنبلی کہلانا پڑتا ہے۔ ہمارے بعض استاد حنبلی تھے۔ اور بعض شافعی۔ اور بعض شافعی حنبلی اس لئے بھی ہم حنبلی کہلاتے ہیں ؂

وہابی سے احمدی

وہابیوں میں چونکہ جوش زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ایسی باتوں کو جو شرک کے منافی ہوں جلدی مان لیتے ہیں۔ اس ملک میں بھی اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہابیوں میں سے ہماری جماعت میں زیادہ آدمی آئے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ پچاس ساٹھ فیصدی آئے ہیں۔ بلکہ اپنی تعداد کی نسبت سے زیادہ آئے ہیں۔ حنفیوں کی تعداد ان سے زیادہ ہے۔ اس لئے ان کی تعداد کے لحاظ سے دیکھنا ہوگا۔ کہ کون زیادہ آیا۔ سو جتنی اُن کی تعداد ہے اس کے لحاظ سے وہ اُن سے زیادہ ہماری جماعت میں آئے ہیں جتنے حنفیوں کی تعداد کے لحاظ سے حنفیوں میں سے آئے وہ حنفیوں کے مقابلہ میں تھوڑے ہیں۔ اس لئے بظاہر وہ تھوڑے نظر آتے ہیں۔ مگر نسبتاً سب کے لحاظ سے زیادہ آئے ہیں۔

اہلحدیث میں تبلیغ

پس اہل حدیث میں تبلیغ کا کام ہمارے لئے آسان ہے۔ اگر وہ اس ملک میں قائم ہو جائیں۔ تو ہمارے لئے بھی آسانی ہو سکتی ہے۔ کہ ہم اُن کو جلدی احمدی بنا سکتے ہیں۔ اور شرک کی باقی ماندہ کڑیاں جو کہ وہابیوں سے رہ گئی ہیں۔ وہ بھی ٹوٹ سکتی ہیں۔ پس اگر وہ قائم ہو جائیں۔ اور نجدیوں کو اس بات کا موقعہ مل جائے کہ وہ اپنی موحدانہ تعلیم وہاں پھیلا سکیں۔ تو بہت جلد وہ لوگ ماننے

کے لئے تیار ہو جائینگے۔ اور اگر سعودی وہاں عدل اور انصاف سے کام لیں گے۔ تو اس میں اُن کا بھی بھلا ہوگا۔ کہ وہ ترقی بھی پائیں گے۔ اور دوسروں کا بھی۔ کہ انہیں آرام حاصل ہوگا

تتمہ

اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ میرے بیان میں کوئی شبہ نہیں رہگیا۔ اور چونکہ میرا خیال ہے۔ اس سے ان لوگوں کے تمام خیالات کا ازالہ ہو گیا ہوگا۔ جو یہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ ہم سلطان ابن سعود کے مخالف ہیں۔ اس لئے میں اس پر اپنے خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ اہل حدیث گروہ بھی ان باتوں سے اتفاق کریگا۔ اور جبر اور تشدد کو چھوڑ کر امن اور آرام سے کام کرے گا اور مقامات مقدسہ کے گرانے اور شعائر اللہ کی بے حرمتی کرنے سے بچیگا ؂

دعا

چونکہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار کی حفاظت کریں۔ اس لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ اور کرتے رہے ہیں۔ اور کرتے رہینگے۔ کہ خدا تعالیٰ اس کی حفاظت کرے۔ اور ہر اُس ہاتھ کو روک دے۔ جو مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے لئے اُٹھے۔ اگر حنفیوں کا ہاتھ بے حرمتی کے لئے اٹھے۔ تو حنفیوں کے ہاتھ کو روک دے اور اگر وہابیوں کا اٹھے۔ تو ان کے ہاتھ کو روک دے۔ اور خدا ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ وہ اس قسم کے معاملات میں سوچ سمجھ کر کام کرے۔ اور ہر ایک پہلو کو خیال میں رکھکر فیصلہ دے۔

احمدی خواتین کی انجمنوں کو اطلاع

چونکہ یہ امر ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ جس طرح بیرونی جماعتوں کے احباب مرکز کے ایک انتظام کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ اور مرکزی دفاتر سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ اسی طرح مستورات کے لئے بھی کوئی انتظام ہو۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہٰذا ان جماعتوں کی خدمت میں جہاں جہاں لجنۃ اماء اللہ قائم ہو چکی ہیں۔ التماس کی جاتی ہے کہ وہ سکرٹری صاحبہ لجنۃ اماء اللہ کو اس امر کی ہدایت دیدیں۔ کہ وہ آئندہ کام کے متعلق ہدایات وغیرہ سکرٹری صاحبہ لجنۃ اماء اللہ قادیان سے لیں۔ نیز جہاں جہاں ابھی تک لجنۃ اماء اللہ قائم نہیں ہوئیں۔ وہاں جلد سے جلد قائم کرنے کی کوشش کی جاوے۔ اور جلسہ تک جن جماعتوں میں لجنۃ اماء اللہ قائم ہو جاویں وہاں کی مستورات جلسہ کے موقعہ پر قادیان میں جب آویں تو اس امر کی اطلاع سکرٹری صاحبہ لجنۃ اماء اللہ کو کریں۔ کہ وہاں لجنۃ اماء اللہ قائم ہو چکی ہے۔ اور کام کے متعلق آئندہ ہدایات لیں ؂

ناظر تعلیم و تربیت

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس نمبر 601/S/CC/25

لاوارث مال کی فروخت

یہ اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ مفصلہ ذیل کو کہ تمام مطالبات متعلقہ کے ادا کر دینے کے بعد ۲۸ دسمبر ۱۹۲۵ء سے پہلے پہلے ریلوے عمارات سے اگر نہ اٹھا لیا گیا۔ تو اسے بذریعہ نیلام عام فروخت کر دیا جائے گا۔ اور زیر انڈین ریلوے ایکٹ ۱۸۹۰ء کی دفعات کے مطابق فروخت کر دیا جائیگا

نام سٹیشن: کس سٹیشن سے مال بھیجا گیا	نام سٹیشن: کس سٹیشن کو مال بھیجا گیا	نمبر چالان	نمبر بلٹی	تاریخ	نمبر ویگن	نام بھیجنے والے کا	نام پانے والے کا	کیفیت
بھیروی	احمد گڑھ	۱	۸۹۶۶	۱۷-۹-۲۵	۴۰۶۳	لیوڈیا کاری	ویو بیدیال جے رام داس	بلٹی چھوڑائی نہیں گئی
کراس گڑھ	چوہڑکانہ	۲	۲۴۰۲۶	۱۳-۷-۲۵	۲۳۴۶۸	لکا کول کمپنی	پنجاب نیشنل کول کمپنی	"
"	"	۳	۲۴۰۷۰	۱۲-۷-۲۵	۲۳۶۲	"	"	"
بھیروی	ڈھڈیال	۳	۹۲۶۲۰	۲۳-۹-۲۵	۲۶۴۸۶	سنٹرل اگرونا گڑھ کمپنی	سیتا رام اینڈ کو	"
"	گوجرہ	۱	۸۶۳۴	۷-۹-۲۵	۲۵۲۴۴ ۲۵۰۳۴ ۳۴۴۲	رول انڈ لیمیٹڈ	لالہ سوہن لال معرفت میکری برادرز	"
"	جینتی پور	۲	۷۵۹۳۹	۹-۷-۲۵	۲۳۴۹۷	دتاپم جی اینڈ کو	بھابڑہ اینڈ کو	"
شارگ	نکودر	۱	۴۳۵۵۴	۲۸-۱-۲۵	۳۵۶۶۲	بی سنت رام	بی سنت رام	"
گسنڈا	نسرالہ	۱	۱۰۲۸۷	۱۸-۹-۲۵	۵۳۱۷	مہاراجہ ایکرافس کاری	ڈی۔آر۔ رام رکھامل	"
"	"	۲	۱۰۲۸۸	۱۸-۹-۲۵	۳۵۳۵۷	"	"	"
جھریا	اوکاڑہ	۲	۹۳۴۷۹	۱۱-۷-۲۵	[illegible]	ای جھریا کاری کمپنی	ارجن سنگھ	"
گسنڈا	بھگواڑہ	۱	۴۷۰۳	۲۶-۸-۲۵	۸۴۴۸	مہاراجہ آف قاسم بازار خاص	رام رکھامل	"
"	"	۲	۴۷۰۴		۳۴۱۷۰	ایکرا کاری		
"	"	۳	۴۷۰۵		۲۸۵۸۶			
ڈنڈوت	پھلرون	۲۱	۲۸۶۰۹	۲۶-۸-۲۵	۲۸۶۲۸	لالہ ٹھاکر داس	لالہ ٹھاکر داس	
کراس گڑھ	پشاور چھاؤنی	۴	۲۳۸۱	۱۳-۸-۲۵	۴۰۱۹	لالہ جگن ناتھ	نرائن داس جگن ناتھ	"
"	راولپنڈی	۱	۲۴۳۴	۱۷-۸-۲۵	۵۲۲۹۳	"	"	"
"	"	۳	۲۶۶۴	۲۹-۸-۲۵	۵۰۹۸	"	"	"
"	"	۵	۳۰۱۷	۱۸-۴-۲۵	۷۵۷۸۲	نیو ٹاٹا گڑھ کاری	جگن ناتھ تھاپر	"

ہیڈ کوارٹرز آفس
لاہور مورخہ

دستخط جے۔ ایچ۔ بریز
برائے ایجنٹ

(منشی عبدالرحمن صاحب کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)